

سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۸۷

نَاقَابِلِ تَرَدِيدِ حَقَائِقِ

ماخوذ از: علامہ محمد الطیقت



علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

ناشر

بحیثیتِ اشاعتِ اولیٰ پاکستان

نور محمدیہ کالجی ہائی اسکول ایف ۳۰۰۰

پیش لفظ

آج سے تقریباً ۷۰ صدی پیشتر پیر صغیر پاک و ہند اُسن و آشتی کا گوارہ تھا ہر طرف میل محبت تھی، ہر سمت پیاری پیار تھا، اپنائیت تھی، ہر خلوص جذبوں کی فراوانی تھی، باتوں میں مٹھاس ہو کر تھی، اللہ اور اس کے پیارے رسول کی پیاری پیاری اور بیٹھی بیٹھی باتیں خوشبو کی طرح ہوا کے دوش پر شرق تا غرب پہنچا کرتی تھیں، اعتقادات و ایمانات تو دور کی بات ہے، اعمال و افعال اور معمولات تک میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا جاتا تھا، جو گفتگو ہوتی بر ملا اور مکمل کر ہوتی، دلوں میں کدوروں کی بھیجائش ہی نہ تھی جو رہنمائی جنم لیتیں، رشتے بڑے سرور و باور کرتے تھے، ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کو سمجھا اور محسوس کیا جاتا تھا، انسانی قدروں اور حسب مراتب کو مقدم تصور کیا جاتا تھا، نور ایسا صرف اس لیے تھا کہ حاشیہ پر رسول کی محفل نہ تھی جو حق گفتگو کے بیچ ہو سکیں، ایسے لوگوں کی پُرانی کبھی نہیں ملے گی، یہاں تک کہ محفل میں خنجر چھپا کر محفل میں اپنی چرب زبانی سے جگہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ پیر صغیر پاک و ہند ایک جنتِ نظیر خطہ زمین تھا لیکن پھر اس جنتِ نظیر میں ایک ایسے شخص نے جنم لیا جو اُسن و سکون کی اس جنت کے لیے بیٹھ چلتا ہوا تھا، اس نے اُسن و سکون، سکون میں انتشار و التفریق کا ایسا بیج بکھیرا جس نے امتِ مسلمہ کو واضح طور پر دو درجہوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد آنے والے اس کے پیروکاروں نے اختلاف کی اس بیج کو پالنے کی بجائے اس کے جنم کو اور بڑھانے کی کوشش کی۔ اس دور میں چند ایسی عمارتیں گر ایمان کتابیں لکھی گئیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں پر نشر کا کام کیا یہ کتابیں مسلمانوں کی غیرت کے لیے ایک ایسا جواڑا بن گئیں جنہوں نے ہر باغیہتِ مسلمان کو خون کے آئینہ ڈال دیا۔ ان کتابوں میں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، مصلح مستقیم، تحذیر الناس اور براہین قاطعہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں اول الذکر کتاب تقویۃ الایمان کو دوسری کتابوں پر اس لحاظ سے بہت حاصل ہے کہ اس کتاب کے ذریعے خدا اور اس کے رسول سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	نا قابل تردید حقائق
مؤلف	:	خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی
صفحات	:	۶۴۷ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
سلسلہ مفت اشاعت	:	۸۷

☆☆☆ ناشر ☆☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

دشمنی کی جس بد نما، غلیظ اور مکروہ عمارت کی بنیاد رکھی گئی اس کو اہد میں نکھسی جانے والی کتروں نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

کسی بھی مذہب کی جدوجہد نہیں، کسی بھی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے اپنے پیشواؤں اور رہنماؤں کے لیے اتنی گندی روک دیکر زبان استعمال نہیں کی جس کا مظاہرہ ان گذار الذکر کر سکیں ان کے نام نہاد معصومین نے اپنے رہنما پیشوا سرکارِ دو عالم ﷺ کے لیے استعمال کی ہے۔

میدان حشر میں جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں وہ ذرا دل کی آنکھوں سے ان عمارت پر نظر دوڑائیں اور خود ہی انصاف کریں کہ ----- کیا ان غلیظ، مکروہ عقائد کے حامل افراد کو مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پانچوں 'پتوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔ اصل عمارت کچھ یوں ہے:

مہاجر کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا چلانا اگر انہوں نے ذیجہد ہو تو دور یافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ یہ بعض غیب علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا قصصیں ہے۔ یہ اہل علم غیب کو تو دور افتادہ امر ہے جسے (چر) کہتے ہیں (پاک) بلکہ جمع معجزات و ایمان کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان معتمد اشرف علی قضاوی ص ۸، کتب خانہ اشرفیہ رام پور)۔
 دینہ دیوں کا کلہر بھی ملاحظہ فرمائیے، جس کے پڑھنے کو اشرف علی قضاوی نے عین
 اجازت سنت کہا۔

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے ہر کو اپنے خواب اور یہ لایا کہ اللہ کا کلمہ
 کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے ہم نام اسم گرامی کی جگہ اپنے ہر
 شرف علی تھانوی کا نام لے کر یعنی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اللہ اللہ
 رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا رہا اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے جسے معلوم کرتا

”اس واقعہ میں قلبی غمی کہ جس طرف توجہ رجوع کرتے ہو وہ وہ نہ تعالیٰ قبیح سنت ہے توجہ اب میں اشرف علی تھانوی توجہ واستغفار کا حکم دینے کے لئے کہتا ہے۔“

(”نکاح اور مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵، از مطبع اہل المطابع تھانہ بھون انڈیا)
حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نیا پید او تو پھر بھی خاتمتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تخصیر الناس معصفہ قاسم بانو قوی صفحہ ۳۲،
 دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)
 حضور اکرم ﷺ کے علمبرک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا۔

المعلمة: 

یہاں ایک حکومت کا حال دیکھ کر علم ہیذا میں کا خلیفہ عالم کو خلافِصوص قطعہ کے رد میں جھنجھکیاں کھانے کا قاصد سے ثابت کرنا شروع فرمیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ یہاں ایک حکومت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ خیر عالمی وسعت علمی کی کوئی مثال علمی کے جس سے تمام صوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کر رہے۔

مولا علیؑ کی زندگی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اسے "مولا علیؑ کی زندگی" کے نام سے شائع کیا ہے۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے:

”زنا کے دوسرے سے اپنی بیوی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور
بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی نصرت کو لگا دینا اپنے اہل اور

گدھے کی صورت میں مستحق ہونے سے زیادہ ہے ۔"

(مرآۃ مستقیم اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹، اسلامی اکادمی گردوارہ لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں ۔ اصل عبارت یہ تھیں ہیں :

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ۔"

(تقریۃ الایمان صفحہ ۲۶ کبیر الاخوان معتمد اسماعیل دہلوی صفحہ ۳۳،

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرا مہدی گراچی)

نہ جانے زمین شوق کیوں نہیں ہو جاتی اور آسمان کن لوگوں پر ٹوٹ کیوں نہیں پڑتا یہ سورج چاند ستارے جو اپنی بجلی نہ چمکنے والی بجلیں ہے اس کا نکتہ کے شب و روز کا شاہد کر رہے ہیں اگر اپنے سینے میں دل رکھتے تو وہ بھی کوئی دیتے کہ واقعی تاریخ عالم کو لوہے کے آج تک کسی قوم نے اپنے پیٹھ اور رہنما کے بارے میں اتنی گستاخانہ اور انجی ریک زبانی استعمال نہیں کی۔

تقریۃ الایمان وہ گندہ نور پھو پڑ کتاب ہے جس نے ہر مصلح پاک و ہند میں انتشار افزائی پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا اس کی جارحانہ اور تندہ نیز زبان کے لئے یہ شواہد کے مصنف کی رائے سے جو اس نے جج پر داغی سے قتل ایک بھرے سے شہادت کے دوران پیش کی تھی :-

"میں جانتا ہوں کہ اس (تقریۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا نیز الفاظ بھی لکھے ہیں اور بعض جگہ تندہ بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو خفی شرک ہیں شرک علی لکھ دیا گیا ہے اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ خود شہر پر پھیلے گی ۔"

(بانی ہندوستان صفحہ نمبر ۱۱۵)

اسی تقریۃ الایمان کتاب کی ایک عبارت گرامیائے عہدت ملاحظہ ہو :-

"اللہ کی قدرت سے لعین نہیں اگر وہ چاہے تو مجھ جیسے کروڑوں محمد پیدا کر دے ۔"

ہم اس انداز بیان کو ایسی واٹس ایچ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے بے لگام وہ زبان مصنف کو ایسی دسروں کا خوش نہیں تصور کرتے ہیں یہ وہی خطائی حربہ ہے جسے اس نے مجدد آدم سے رد گردانی دوسری تالی کرتے ہوئے استعمال کیا تھا اور جس کی پاداش میں ہمیشہ کے لیے اس کے مجھے میں لعنت کی طوق ڈال دی گئی۔

جبکہ اس کے برعکس ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم سید عالم روحی فدو ﷺ کی ذلت والا صفات کو ممکن العظیم نہیں بلکہ ممکن العظیم جانتے دانتے ہیں اب ان کے مثل پیدا ہونا محالات سے ہے لہذا ہم عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ افتراء نظیر کو صحیح میر بن لورہ لئ لکھتے ہیں جس کی روشنی اور واضح دلیل آیت ختم نبوت ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

امکان نظیر کا مسئلہ ذہن میں آتے ہی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر صوفی ذہن پر آشکار ہے وہ فرماتے ہیں :-

روح مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ لب الیہا دوسرا آئینہ

نہ ہادی بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

یہاں دوکان کے مشہور شاعر مرزا غالب کے دو چند اشعار ذہن کے پردے کو کھینچ کر کرتے ہیں کہ جو اس نے مسئلہ امکان العظیم و افتراء العظیم کی بحث کے دوران لکھے تھے پہلے پہل اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے دونوں خیالات کو ساتھ بھانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ ان اشعار میں ملتا ہے :-

یک جہاں تاہست ایک خاتم بس	قدرت حق را نہ یک عالم بس
خواہ از ہر ذہ آرد علے	ہم بود ہر علے را خاتے
ہر کجا ہنگامہ عالم بود	رحمۃ اللہ علیہ ہم بود
کثرت لہواع عالم خوب تر	یا نیک عالم دو خاتم خوب تر
در کئے عالم دو تا خاتم مجوے	صد ہزار عالم و خاتم بجوے

جل و ملی پر بھی الزامات و اتہامات لگائے شروع کر دیئے آیت مبارکہ **إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** کی تڑے کر اس بھان سمجھ کر کذب کی تمت دکھائی۔ امکان نظیر کے مسئلے کی طرح اس لئے امکان کذب کا خالق بھی اسامیل دہلوی ہی تھیں اس نے اس ذات واجب الوجود کو کہ جو ہر عیب سے پاک ہے اور جس کی ہر صفت کمال دلی ہے اور جس کی کوئی بھی صفت رد ذیل یا اٹھیاور ہے کی نہیں۔ اسی کے لیے یہ کہا کہ :

”اللہ جھوٹ لانے پر قادر ہے“۔

معاذ اللہ تم معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد ذرا اس تصور بظاہر کو ایک لمحہ کے لیے بالفرض محال صحیح مان کر سوچا جائے تو کیا ہمارے ایمان و ایمان کا عقیم الشان محل ایک ہی جھگٹے میں زمین و آس نہیں ہو جائے گا؟ ارے ارے سوچئے تو کسی کیا کوئی غیر مسلم پھر بھی مسلمان ہونے کا نام لے گا وہ تو کسی کے گام کہ جب مسلمانوں کا خدا ہی جھوٹ والا ہے تو کیا عید کہ اس نے اپنی صداقت کے متعلق جھوٹ بلا ہوا (معاذ اللہ) کیا خبر اس نے جنت و دوزخ کے بارے میں درود کوئی سے کام لیا ہو (معاذ اللہ)۔ کیا خبر کہ اس نے جزا و سزا کے بارے میں کذب دہائی کی ہو (معاذ اللہ)

ارے تف سے ایسی قوم ہے کہ جو اپنے خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اپنے رسول کی حق میں گستاخیاں کرتے ہیں، غور فرمائیے کیسی عجیب قوم ہے کہ اس کے خدا کو سزا دے کیے تو ان کی پیشانی پر ملی آجائے اور خود انہیں جھوٹا سمجھتے تو چراغ پا ہو جائیں۔

کاش دور حاضر کے دیوبندی اپنے انکار میں کی گستاخانہ مہرابت پر نظر چلی کر سکیں ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ کسی کو مقتول اور پتھرا لیا جانے کے لیے معنی نہیں ہوتے کہ اس کے جرم و خطا کو بھی قواب و عداوت کا مرتبہ دے دیا جائے رات کی تاریکی کو دن کا چال اور آگ کے انکار سے کو شلوپ بھول کر کہاں کی عقلداری ہے۔

اب بھی وقت ہے اسے دیوبند پر اہم تحفظ سے دل سے سوچ کر کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرتا ہے کہ (نور ذیالہ من ذالک) رسول خدا ﷺ چارے زیادہ ذلیل اور ذہیز سے کم تر

ہیں اور محبوب خدا علم کھائے، دلی اور جانوروں جیسا ہے۔ ذرا سوچو! تمہارے انکار اشرف علی تھاوی، رشید احمد گنگوہی، اسماعیل دہلوی وغیرہ نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ جتر پر کبیر تو نہیں ہے۔ خدا را! تم اپنے اور قوم مسلم کے حال پر رحم کھاؤ اور قدرت کی اس گرفت سے ڈرو جو سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے، کیا تم بھی یہ نہیں سوچتے کہ آج کی دنیا میں اگر تمہارے پیچھے کوئی آنکھ دکھا دے یا انگلی اٹھائے تو تم لانے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو اس لیے نہ کہ وہ تمہارا چیتا کو محبوب سے بھر تے ہیں یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کو تم جہاد سے زیادہ ذلیل اور گاؤں کا چروا حری کر دے ہو وہ محبوب خدا ہے، کیا تم قرآنی کو اپنے حق میں چیلنج کر رہے ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم تو اپنے محبوب کی حمایت میں کوہ آتش فشاں میں بکتے ہو اور غیرت خداوندی کی تمہاری دریدہ دہاتی پر جنش بھی نہ ہو سکے گی۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب و تنگ نظری کی گرد کو جھڑ کر انصاف پرندی اور نیکی نبی سے ان کہیں کا خدا کر دے اور چند علماء کے شرعیت میں سرشار ہونے کی جائے اگر ممکن ہو تو کبھی کسی رسول کی نیکی کی نیکی لگا کر ان تکیوں کا مطالعہ کرو۔ ہو سکتا ہے تو فیق اٹھی تمہارا ساتھ

دے گا۔

ہم اس دور میں رہتے ہیں اور ہمیں دیکھ لایا گیا ہے، ہم خود زمین تر ہے ہمیں تڑپا دیا گیا ہے ہمیں نہیں، اللہ کے مہل باپ کو نہیں بھڑھادے چارے آگ و سولی دو جہاں کے تاجدار ﷺ کو گالیاں دینی تھی، اللہ کے حبیب ﷺ کی شان میں دریدہ دہاتی گستاخی کی گئی ہے، ایک دو زمین جھڑو سوائے زمانہ تسلیم نکلی گئی ہیں جن میں گستاخیوں اور بے ادبوں کا ارتکاب کیا گیا ہے ارے اقرن ہنسے یا سین دھڑکے کہ پکارے اسی ذات ستودہ صفات کو جہاد سے زیادہ ذلیل اور ذہیز بنا چکے ہیں کہ تم لکھا گیا ہے ایسی عداوت گرا ایمان جہادوں پر چشم مومن خون کے آنسو میں نہ دوائے تو کیا کرے۔

کیہا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لالچ رکھنے کے لیے نہ صرف یہ کہ محبوب خدا کو گالیاں دینی جاتی ہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے درمیان موجود

اختلاف کی اس خلق کپانے کے جائے اور گر کیا جاتا ہے۔ کاش اے کاش ایہ گرد نہیں جو توج
اکڑا کر محبوب گردگار کو برا بھلا کہنے میں مصروف ہیں آستانہ نبوت پر جھک جائیں۔

جمعیت اشاعت الہبشت پاکستان اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۸۷
ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے یہ کتاب دراصل پانچ علیحدہ
علیحدہ طور مکمل مضامین پر مشتمل ہے جسے کتاب حقائق الہبشت سے حاصل کیا گیا ہے اس
کتاب کو مرتب کرنے والے خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ
الرحمہ ہیں جن کی تحریف میں کچھ بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔
اللہ جل جلالہ تعالیٰ سے اس کی التجا ہے کہ وہ موصوف کی تہذیب انور پر رحمت و رضوان کی
بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پاک پر گامزن ہوتے ہوئے مسک حد الہبشت و
جماعت کی خدمت کی توفیق رفیع مرحمت فرمائے آمین۔

اس کتاب کا پہلا مضمون "سلسلہ التبع والظہر" ہے جس کو لکھنے والے فاضل مصنف
جنت مولانا نور احمد مظفر حسین صاحب پوری ہیں اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختصر
طور پر لیکن جامع اور علمی و منطقی انداز میں سرکار کرم کے مسئلہ ہونے پر دلالت فرمائی ہے
ہیں۔ اس کتاب کے دوسرے مضمون کا عنوان ہے "مولوی اسماعیل دہلوی کی زندگی کے
مختلف چند اشارات" جس کے لکھنے والے مولانا قادی محمد عثمان صاحب اعظمی ہیں اس
مضمون میں فاضل مصنف نے اسماعیل دہلوی کی کتابوں خصوصاً تقیۃ الایمان، صراط المستقیم
اور یک روزی و نیرو کی چند عبارتوں اور ان کا حوالہ الٹا سر پر رد عمل بیان کیا ہے نیز یہ بھی واضح
کیا ہے ان کتابوں میں جو بار بار انداز اختیار کیا گیا ہے اس کا اصل مخاطب کون ہے اور یہ
بار بار انداز شائقانہ انداز اصل میں کس کے خلاف ہے۔ تیسرا مضمون "تقیۃ الایمان کی توحید کا
تجلیہ کی جائزہ" ہے جسے مولانا سید ابراہان صاحب مظفر پوری صاحب نے تحریر کیا ہے فاضل
مصنف نے اس مضمون میں تقیۃ الایمان کی چند عبارت کا قرآن مجید و قرآن مجید اور
امادیت مبارک کی روشنی میں جائزہ پیش کیا ہے۔ چوتھا مضمون جو شامل اشاعت کیا گیا ہے وہ

ہے "امکان کذب کا مسئلہ" جس کو لکھنے والے مولانا بدر الدین صاحب گورکھپوری ہیں
موصوف نے قرآن و حدیث اور اقوال سلف صالحین سے دلائل و براہین کے ذریعے کذب
جیسے قطع فعل کو باری تعالیٰ کے لیے محال ثابت کیا ہے نیز خالین کی ان عبارتوں کا بھی تجزیہ
کیا ہے جو وہ امکان کذب پر پیش کرتے ہیں۔ پانچواں مضمون جو اس کتاب میں شامل ہے وہ
ہے "دیوبند یوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز" اس مضمون کو لکھنے والے ہیں مولانا محمد
احمد صاحب اثر فی اعظمی اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختلف موضوعات پر کتب
دیوبند کے آپس میں متضاد نظریات قلم بند کیے ہیں۔ چھٹا مضمون جو شامل اشاعت ہے وہ
ہے "ہم مسک اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں؟" اس مضمون میں فاضل مصنف جناب محمد
یوسف رضا قادری صاحب نے علمی انداز میں مسک حد الہبشت و جماعت کو مسک اعلیٰ
حضرت کہنے پر دلائل قائم کیے ہیں۔

جماعت اشاعت الہبشت پاکستان ان تمام مضامین کو یکجا کر کے "ہدایت و تہذیب حقائق
کتاب" کے نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے اور چونکہ ان میں سے زیادہ تر مضامین
مشتاق احمد نظامی صاحب الہبشت کے لیے لکھے گئے ہیں جن کے مؤلف خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق
احمد نظامی صاحب ہیں ان لیے ہم نے حصول نکت کے لیے سرمدیہ حضرت کاہم عی
قرارداد کی ہے۔

امید ہے کہ جمعیت اشاعت الہبشت پاکستان کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب
بھی قارئین کرام کے علمی معیار پر پورا اترے گی۔

نقا

ان کے کرم کا امیدوار
جو اب جہان کو امیدوار کرتے ہیں

محمد عرفان قادری

مسئلہ امتناع نظیر

ایک مدت سے جن مسائل و معتقدات کی بنیاد پر الگ الگ مکتب فکر قائم ہیں انہیں مسائل و معتقدات میں ایک مسئلہ "سرکاری نظیر، مثلی" سمجھا گیا ہے۔ یہ مسئلہ کوئی اتنا مبہم اور نظری نہیں تھا کہ اس کے لیے الگ الگ محاذ بنائے جاتے اور ایک دوسرے کو حصہ و منازعہ کی دعوت دی جاتی مگر صدی بچنے کو ہے اور نہ بھی یہ مسئلہ گہری جولاہیوں اور ذہنی کا مضمینوں کا اٹھنا دھبہ ہوا ہے۔ بار بار کے حق واضح ہو جانے کے باوجود آج بھی کچھ لوگ کلی کلی یہ صدا لگاتے پھرتے ہیں کہ "سرکاری نظیر ممکن ہے" سو "خدا اچھے تو مجھ جیسے سینکڑوں محمد پیر افرما سکتا ہے"۔ یہ وہی لوگ ہیں جو تنبیہ الایمانی مہارتوں کو دل و دماغ سے ہم آہنگ کرنے کے لیے آئے دن چہلابہ لے رہے ہیں اس لیے نہیں کہ وہ تنبیہ الایمان کی عبارت و مسائل کے خلاف سے واقف نہیں، وہ واقف ہیں اور اچھی طرح واقف ہیں پھر بھی ان عبارتوں کی حمایت و دکالت کا جھنڈا اس لیے اٹھاتے پھرتے ہیں تاکہ ان کے اسلاف کا دھار محفوظ رہے جو انہیں ایمان سے زیادہ عزیز ہے، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ سرکاری نظیر کے مسئلہ میں نظیر کے جو معنی ہوں ہیں اس معنی کا کوئی ایسا وجود قطعاً ناممکن ہے جسے سرکاری نظیر کے معنی پہنائے جا سکیں لیکن وہ اپنے میں اس کے اعتبار و اعلان کی جرئت سمجھتے ہیں کہ ان کے سامنے ان کے اسلاف کا وہ گناہ یاد آ رہے جو انہوں نے ایمان و یقین کی قربانی دے کر ادا کیا ہے۔ اسی کردار کی لاج رکھنے کے لیے یہ لوگ تمام اسلامی بدادوں کی احسانت و بخشش اور جذبات کو مجروح تو کر سکتے ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے اسلاف کی سادہ چر کسی قسم کی آج آج ہے۔

یہی وجہ ہے کہ "متنوع نظیر" کا مسئلہ جو قطعاً واضح اور بدیہی ہے آئے دن مبہم اور نظری ہو جا رہا ہے اور یہ لوگ اپنی آبر و کی سلامتی کے لیے طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے جا رہے ہیں۔ آئیے پہلے آپ نظیر کے معنی سمجھ لیں تاکہ ارتباب و تباہی کے

دھند لکوں سے آپ کا ذہن محفوظ رہے۔

اس تنازعہ فی مسئلہ میں نظیر کے معنی ہیں سرکار کے سوا ایک ایسا وجود جو تمام اوصاف میں سرکار کا شریک و شریک ہو۔ مثلاً آپ نبی ہیں تو وہ بھی نبی ہو، آپ رسول ہیں تو وہ بھی رسول ہو، آپ خاتم النبیین ہیں تو وہ بھی خاتم النبیین ہو، آپ اول مخلوقات ہیں تو وہ بھی اول مخلوقات ہو، آپ اول شافعین ہیں تو وہ بھی اول شافعین ہو، آپ افضل رسل ہیں تو وہ بھی افضل رسل ہو، آپ سید کونین ہیں تو وہ بھی سید کونین ہو وغیرہ۔

نظیر کے معنی متنوع سے صاف ظاہر ہے کہ نظیر باری معنی اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جبکہ سرکار کے تمام اوصاف میں کم از کم دوئی ممکن ہو، حال نہ ہو یعنی سرکار کا ہر وصف ایسی کلی ضرور ہو جو شمس الارض میں شرکت کا احتمال رکھے تاکہ اس کلی کے افراد مکملہ یا ایک دوسرے کی نظیر ہو سکیں مثلاً سرکار کی ایک صفت ہے نبوت جو کلی ہے اس کے ایک فرد حضور ہیں اور دوسرے افراد انبیاء سابقین ہیں اس لیے ہر نبی صفت نبوت میں دوسرے نبی کی نظیر ہو سکتا ہے۔

اور اگر اسی اوصاف ایسے ہوں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہ ہو تو نظیر ممکن نہیں ہے۔ مثلاً نبی و رسول کا کوئی ایسا شخص ہے جو میں جانتا کہ خاتم النبیین، اول مخلوقات، اول شافعین، اول شافعین، یہ القاب و خطبات ہیں جو سرکار کی ذات سے مخصوص ہیں اور کوئی نبی، رسول، شافع اس صفت سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ وہ اوصاف ہیں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے۔ اگر اس میں آپ کو کوئی شبہ ہو تو پہلے مناظرہ کی ایک صفحہ بن لیں کہ میں جو انہوں نے کلی اقسام کے سلسلہ میں کی ہے۔ علماء منطق نے کلی کی افرو گئے وجود کے اعتبار سے چند قسمیں بیان کی ہیں۔

- ۱۔ ایسی کلی جس کے سارے افرو محال بالذات ہوں۔ جیسے شریک بادی
- ۲۔ ایسی کلی جس کے سارے افرو ممکن ہوں مگر ایک فرد بھی ممکن نہ ہو۔ جیسے معتاد
- ۳۔ ایسی کلی جس کا ایک فرد ممکن ہے اور باقی محال بالذات ہوں۔ جیسے واجب الوجود۔

۴۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد ممکن ہوں مگر صرف ایک فروپایا جائے۔ جیسے سورج۔

۵۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں مگر متناہی ہوں۔ جیسے ستر سال۔

۶۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں اور غیر متناہی ہوں۔ جیسے معلومات باری تعالیٰ۔

کلی کی ان تمام قسموں میں تیسری قسم ایسی ہے جو ایک ہی فرد میں منحصر ہوتی ہے

یعنی ایک فرد کے علاوہ اس کے تمام افراد محال بالذات ہوتے ہیں۔ خاتم النبین وغیرہ کلی کی

اسی تیسری قسم میں داخل ہیں یعنی ان کے ایک ہی فرد کا وجود ہو سکتا ہے اس میں دوئی کی قطعاً

ممتناعیت میں وہ نہ خاتم النبین، خاتم النبین اور لول مخلوقات، لول مخلوقات نہ رہے گا اور خاتم

النبین کا خاتم النبین اور لول مخلوقات کا لول مخلوقات نہ ہونا محال بالذات ہے اس لیے ان

لوصاف میں دوئی بھی محال بالذات ہوگی، جب دوئی محال بالذات ہوگی تو ایک فرد کے علاوہ

ان کے سارے افراد محال بالذات ہوں گے اور جب سارے افراد محال بالذات ہوں گے تو

نظیر بھی لا محالہ محال بالذات ہوگی۔

مزید وضاحت کے لیے یوں سمجھئے کہ اگر سرکار کے علاوہ کوئی دوسرا وجود سرکاری

نظیر تسلیم کر لیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ دوسرا خاتم النبین ہوگا نہیں اگر نہیں تو خاتم

النبین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر دوسرا خاتم النبین ہو تو اس نظریہ پر حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہوں گے یا نہیں۔ اگر نہیں تو جس طرح خاتم النبین کا

انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر دونوں خاتم النبین مانے جائیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہوں

گے یا یکے بعد دیگرے اگر ساتھ ساتھ ہوں تو چونکہ دونوں میں معیت پائی گئی اس لیے دونوں

میں سے کسی پر خاتم النبین کا اطلاق درست نہ ہو گا اور اگر یکے بعد دیگرے ہوں تو یہ دوسرا

وجود سرکار کے بعد ہوگا یا پہلے اگر بعد کو ہو تو سرکار خاتم النبین نہ ہوں گے اور اس کا انحصار

ایک فرد میں لازم ہوگا اور اگر پہلے ہو تو یہ دوسرا وجود خاتم النبین نہ ہوگا۔ اور اس صورت میں

بھی خاتم النبین کا انحصار ایک فرد میں لازم ہوگا۔ اس تمام حصہ کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبین

کا صرف ایک ہی فرد پایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے تمام افراد قطعاً ممکن اور محال

بالذات ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا خاتم النبین مانا جائے تو

اس کا وجود اس کے عدم کو مستلزم ہو گا اور وہ متناقض امور کا مصداق ہو جائے گا یعنی وہ خاتم بھی

ہو گا اور خاتم نہیں بھی ہو گا اور چونکہ متناقض امور کا مصداق محال بالذات ہے اس لیے حضور

کی نظیر بھی محال بالذات ہوگی۔

بہینہ یحییٰ و یسٰی لول مخلوقات، لول شافع، لول مشفق وغیرہ لوصاف میں بھی جاری

ہے۔ یعنی یہ لوصاف بھی خاتم النبین کی طرح دوئی کے حامل نہیں اور ان لوصاف کی بھی نظیر

ممتنع بالذات ہے۔

ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب خاتم النبین کا ایک فرد ممکن

ہے تو دوسرا فرد بھی ممکن ہونا چاہیے تو اس کے زوال کے لیے یہ سمجھ لینے ضروری نہیں کہ کسی

کلی کا ایک فرد جیسا ہو اس کے دوسرے افراد بھی دیئے ہی ہوں۔ واجب الوجود ایک کلی ہے

جس کا ایک فرد ذات باری تعالیٰ واجب ہے لیکن اس کے دوسرے افراد واجب نہیں بلکہ ممتنع

بالذات ہیں۔ اسی طرح لوقہ امین کا ایک فرد لوقہ ضعیف ممکن ہے لیکن دوسرا فرد

ضعیف ممکن محال بالذات ہے یوں ہی اجتماع امین کا ایک فرد اجتماع ضعیف ممکن ہی نہیں

بلکہ ممتنع ہے۔ اور اگر بعض اجتماع ضعیف محال بالذات ہے بہینہ اسی طرح خاتم النبین اور

دوسرے لوصاف کے نہ حال ہے کہ اس کا ایک فرد ممکن ہے لیکن دوسرے افراد محال

بالذات ہیں۔ اس وضاحت سے یہ شبہ بھی زائل ہو گیا کہ ”ہر ممکن کی نظیر ممکن اور مقدور

ہوتی ہے“ اس لیے کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمت ایسی کلی ہیں جن کا ایک فرد

واجب، واجب ممکن ہے مگر دوسرے افراد محال بالذات اور غیر مقدور ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب اپنے مخصوص لب و لہجہ میں آپ سے یہ فرامیاش کر

جناب اللہ صاحب فرماتے ہیں :

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَاللَّهُ بَرُّ جَزْءٍ

تو اللہ صاحب سرکار کی نظیر وکیل پیدا کرنے پر کیوں نہ قادر ہوں گے۔؟ تو

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتابوں کے متعلق چند اشارات

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جن کی کتابیں فقہیۃ الایمان، صراط مستقیم اور رسالہ بکروزی وغیرہ ان کے موافقین اور مخالفین میں اس طرح مشہور ہیں کہ ایک طرف مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں ان کے موافقین سے خراج تحسین و آفرین وصول کر رہی ہیں تو دوسری طرف ان کے مخالفین جو عدد و شمار سے باہر ہیں ان کی طرف سے مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں لعن و طعن بھی لکھ کرے فتوے سن رہی ہیں۔

موافقین میں ہندوستان کی دو جماعتیں ہیں، ایک دیوبندی، دوسری غیر مقلد۔ یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی مدح سرائی میں ان کی کتابوں کی حقانیت فواہی کا عجیب اہتمام میں ذکر کرتی ہیں۔ دیوبندی جماعت جو تحفہ اور تہذیب کی مدھی ہے وہ مولوی اسماعیل دہلوی کو حقیقی اور مقلد حیات کرنے میں اپنی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ جب کہ غیر مقلدین دہلوی اسماعیل کو تہذیبی شخص کا منکر اور اپنی طرح غیر مقلد (اہل حدیث) حیات کرنے میں راضی و امان ایک کیے دیتے ہیں یعنی موافقین میں ایک طرح کی جماعت مولوی اسماعیل کو تہذیب اور حقیقی حیات کرنے کے حقیق میں ان کو مقبول بنا کر ان کی کتابوں کو حقیقی مسلک کی تہذیب بنا کر لکھ رہے ہیں۔ غیر مقلدین اس کو شش ہیں کہ مولوی اسماعیل کی حق پرستی اور ان کی کتابوں کی حقانیت فواہی اس جہت سے جہت ہو کہ وہ اصل میں غیر مقلد تھے۔ بہر حال یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل کو اپنے اپنے مسلک کا جہت کرتے ہوئے ایک مشترک جہت سے جہت کرنے میں لگی ہوئی ہیں کہ مولوی اسماعیل حق پرست تھے اور ان کی کتابیں ہر جہت سے حق پرستی پر مبنی ہیں۔

مخالفین میں مسلمانوں کی ایک مشہور جماعت جو میلاد و قیام اور بیلا و فاختہ وغیرہ کے جوڑ کی قائل ہے۔ وہ مولوی اسماعیل اور ان کی مذکورہ بالا کتابوں سے سخت بیزار ہیں کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کتابوں میں ایسی و لفاظیاں پاتے ہیں جن کو کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے

آپ ان کو کتابیں کہ عقیدہ کی تمام کتابوں میں یہ سفر ہے کہ مصحات اور واجبات باری تعالیٰ کے زیر قدرت نہیں صرف ممکنات زیر قدرت ہیں اس لیے کہ زیر قدرت جو امور ہوتے ہیں یا تو من جہتہ الایجاد ہوتے ہیں یا من جہتہ الاعدام اور مصحات اگر من جہتہ الایجاد زیر قدرت مانے جائیں تو وہ مصحات نہیں رہیں گے بلکہ ممکن ہو جائیں گے اور اگر من جہتہ الاعدام مانے جائیں تو تحصیل حاصل لازم آئے گی اور یہ دونوں محال ہیں۔ و بعینہ بصری فی الواجب۔

علاوہ ازیں اگر مصحات تحت قدرت ہوں گے تو وہ محال سے خالی نہیں یا تو کل مصحات تحت قدرت ہوں گے یا بعض ہوں گے اور بعض نہیں۔ دوسری صورت میں ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی جو بالکل ہے اور پہلی صورت میں عدم واجب الوجود بھی تحت قدرت ہوگا اور جب واجب الوجود کا عدم تحت قدرت ہوگا تو واجب الوجود واجب الوجود نہیں رہے گا۔ جو بالکل محال بالذات ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مصحات اگر تحت قدرت داخل نہیں تو اس سے باری تعالیٰ کا بجز لازم نہیں آتا اور نہ قدرت کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ مصحات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ تحت قدرت داخل ہوں بلکہ قدرت کا کمال یہی ہے کہ تمام مصحات دائرہ قدرت سے باہر ہوں جس طرح آپ جو شیوہ کو دیکھ نہیں سکتے وہ اس سے باہر نہیں سمجھا جائے گا کہ آپ کی نگاہ کرد رہے ہیں یہی کہا جائے گا کہ غرض کہ یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ دیکھی جائے۔ اسی طرح اگر سرکار کی نظیر و قیل تحت قدرت نہ ہو تو جس سے دور مطلق کا بجز حیات نہ ہوگا بلکہ ہر ہوش مند یہی کہے گا کہ اس میں تحت قدرت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

(مولانا خواجہ مظفر حسین پرنوی)

برداشت نہیں کر سکتا۔

مواقفین جب مولوی اسماعیل صاحب کی کتابوں کی طرف سے صفائی دیتے ہیں تو ان کی زبان و قلم سے کچھ ایسی باتیں بھی نکلتی ہیں جن سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہ کتابیں مواقفین عی کے بیان کے مطابق قسم سے خالی نہیں مثلاً تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ایک صاحب نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ :

۱۔ اصل میں تقویۃ الایمان وغیرہ کتابوں کے لب و لہجہ میں اس وجہ سے تھوڑی جتنی آگئی ہے کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کتابیں لکھی ہیں اس وقت دہلی اور اطراف دہلی کے مسلمان شرک و بدعت میں مبتلا تھے اور ولایت و انبیاء کے بارے میں اپنے عقیدوں میں بہت غلو کر گئے تھے۔ چنانچہ لوگ دہلیوں کو بدعا کر لیا، دہلیتے تھے اور نبیوں کو بدعا کر خدا تک پہنچا دیتے تھے لہذا ایسے خالی اور بدعتیہ مسلمانوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے مولوی اسماعیل صاحب اپنی کتابوں میں بھگائی کا ذکر ہو گئے۔ یعنی ان کے قلم سے نامناسب الفاظ نکل گئے۔

اس قسم کا اعتراض بھرت آپ مواقفین کی زبان و قلم سے پائیں گے۔ اس مسئلہ میں آپ کی توجہ بار بار اٹھتی رہے گی اور وہ قلم کے پائے کاٹوں کی طرف متوجہ نہ ہوں گے۔

بر حال تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبادتیں حد کفر تک پہنچتی ہیں تو کم از کم کتابوں کے مواقفین یعنی ان کتابوں کو حقانیت تو ثابت کرنے والے اچھے تو ضرور تسلیم کریں گے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی یہ کتابیں روح فرسا حد تک خستہ پستی میں غوطہ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے دہلی کے بدعتیوں کی بدعت اور خالی مسلمانوں کی گمراہیوں سے کڑھ کر یہ کتابیں لکھیں اور سخت لب و لہجہ اختیار کیا تو انہوں نے یہ قلم کیوں کیا کہ چاہے اس کے دو بحر مومن کو سزا دیتے مہے خطاؤں کو سزا دیتے گئے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ جو مسلمان اہل و عیوہ کی وہ غیر مقلدین حضرات انبیاء کو بدعا کر خدا تک پہنچاتے تھے اور دہلیوں کو اٹھا کر نبیوں کے مقام پر بٹھاتے تھے تو بھرم یہ

مسلمان تھے یا انبیاء و اولیاء ؟ دکھانے کے بھرم یہ مگر وہ مسلمان تھے نہ کہ انبیاء و اولیاء، سزا مگر وہ مسلمانوں کو ملتی چاہیے نہ کہ انبیاء و اولیاء کو، لیکن آپ تقویۃ الایمان وغیرہ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ مولوی اسماعیل نے مگر وہ مسلمانوں کی گردن نہیں ماری بلکہ ولایت و انبیاء پر سب و عظیم کیا ہے۔

در اصل مولوی اسماعیل اپنے اصلاحی قدم کے اٹھانے میں اپنے سخت قسم کے غصہ کا شکار تھے، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح اس میں بھیجی کہ یہ مگر وہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو جتنا حد سے بدعا کر مگر وہ ہے ہیں لہذا انبیاء و اولیاء کو انسانی ان کے مرتبہ سے گراؤ تاکہ مسلمان حد اعتدال پر آجائیں۔ دراصل مولوی اسماعیل کی یہی چٹاک ذہنیت تھی جس نے اپنی کتابوں کے ذریعہ مگر لکھی کے ایسے ایسے فتنے اٹھائے کہ الایمان داخلہ۔

۲۔ اصل مواقفین نے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے یہ بات بھی لکھی ہے کہ دراصل کتاب تقویۃ الایمان غازی زبان میں لکھی گئی تھی۔ بعد میں کسی نے اس کا ترجمہ کر دیا جسے اس صفائی کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں مولوی اسماعیل قصور وار نہیں ہیں بلکہ تقویۃ الایمان کا ترجمہ کرنے والا بھرم ہے۔ یہ بات مولوی عبدالغفور صاحب مرزا پر دہلی سے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہیں کہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لیے اگر یہ بات مان لی جائے کہ اصل کتاب تقویۃ الایمان غازی زبان میں ہے تو یہ قادی زبان والی تقویۃ الایمان ہندوستان کے کسی بھی گھر میں کوئی بھی ایک نسخہ موجود نہیں ہے مگر یہ تو کال کر دیکھا۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض یہ تقویۃ الایمان کی ہے ہو دیکھیں اور وہ ترجمہ کرنے والے کی ہے ہو دیکھیں تو مولوی عبدالغفور صاحب مرزا چوری کی طرح سب کے سب صفائی دیتے والے اس بات کو کیوں نہ ایک زبان ہو کہ تسلیم کر لیں کہ یہ اردو تقویۃ الایمان کی ہے ہو دیکھیں ترجمہ کرنے والے کی ہے ہو دیکھیں تو نہ کہ مولوی اسماعیل صاحب کی۔

مولوی اسماعیل صاحب نے جہاں اپنی کتابوں کے سلسلہ میں بہت سے قلم

دُعائے ہیں وہاں ایک بڑا علم یہ کیا ہے کہ وہ آیات قرآنی جو یودیوں اور نصاریٰ نبیامت پر ستوں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان آیتوں کو مسلمانوں کے کچھ افعال میں سمجھنے میں کر گرائی کا پہلو نکالا اور پھر بے دھڑک یودیوں نصاریٰ اور صحت پر ستوں کے حق میں نازل شدہ آیات مسلمانوں کے حق میں اپنی آیتوں میں لکھ کر اور نہایت بے باکی کے ساتھ وہ سارے احکام جو یودیوں وغیرہ کے حق میں ہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ اس طرح کے وہ مظالم ہیں جن کے تحت مولوی اسماعیل صاحب کی کتابیں مسلمانوں کے حق میں ہلاک خانہ بن کر رہ گئیں ہیں۔

(مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی)

تقویہ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ

اگرچہ پاکستان کے اراکین کورب کریم دارین میں جڑائے خیر عطا فرمائے کہ یہ حضرات عوام اہلسنت کے ایمان و اعتقاد کے تحفظ کی خاطر وقفاً وقفاً رسامی و کتب خانہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس حمایت حق کے جذبہ اخلاص سے سرشار مولانا صاحب نے غلامی کا ایک ملبوہ خط ایک فرست خاکسار کے نام یوحنا جی میں ملاحظہ فرمائی ہے کہ "مفتاحہ نمبر" کے لیے قلم کاروں کے نام لڑنے کے عنوان پر خیر معین ہیں۔ جسے بے لے عنوان تحریر "تقویہ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ" منتخب کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی نالی قلم کے لیے اس موضوع پر کچھ لکھ دینا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ مذہبیت کی بددعائیں "تقویہ الایمان" سے زیادہ بے سر دیا۔ لفظ نور سن گھڑت شاید ہی کوئی کتاب لکھی گئی ہو۔ حق تو یہ ہے کہ اس تحفیف کلیف کو سرچشمہ ملاقات ہونے کی وجہ سے دینائے دولت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لیے اس کتاب کے رد میں اکثر علماء اہل سنت اس قدر لڑ پڑ فرام کر

رہے ہیں کہ دنیا میں کسی غلط کتاب کے کسی زمانے میں بھی شاید ہی انتشار دکھایا گیا ہو۔ میری دانست میں "تقویہ الایمان" کی رد میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز مراد آبادی کی تحفیف لطیف "الطیب الایمان" سب سے عمدہ اور جامع رہے۔ جس پر اضافہ کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی "تقویہ الایمان"، "تذکرہ الاخوان"، "مصرح مستقیم" اور اس قبیل کی دیگر کتابوں کا رد واضح پیرچہ تصانیف کے ذریعہ اسے شائد نور سئل انداز میں لکھ دیا ہے کہ علمائے متاخرین کو کوئی وقت اور عرق ریزی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے جن متھور رسائل میں "تقویہ الایمان" کے ہڈ پانی مصنف کی بخود عبادتوں کی وجہیں بھری ہیں۔ ان میں "الاسن والاعلیٰ"، "الکتابہ الاحیاء" اور "سل السیر فلفہ" وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ ساری کتب چاہتا ہوں کہ نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ "تقویہ الایمانی" کو بھی اس طرح سے رد کر دیا جائے کہ قرآنی دلائل کا تجزیہ کر کے ایمان و سلامتی کی راہ نکال دی جائے۔ "تقویہ الایمان" ملبوہ کتب خانہ اعزازی صفحہ ۵۶ کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان کرتا ہے۔ اس باب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

اولیٰ سنتا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید بیاب بحر آئینہ لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

اس عبارت کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔ سامع پر ایک ضرب پڑتی ہے۔ قاری کے ذہن پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ قیج مصنف کتاب شرک و توحید کا معنی سمجھا کر رہے گا۔

دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دے گا کھڑا قوس :-

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مسلمانوں کو شرک ماننے کے لیے نقل کی ہے اور اس کا خلاص من گھڑت ترجمہ بھی کیا ہے جس کے ثبوت میں جلالین شریف کی تفسیری عبارت نقل کی جاتی ہے :

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ حَتَّى يَقُولُوا إِنَّهُ الْغَالِقُ الرَّزَاقُ لَا وَهْمَ مَشْرُكُونَ بِهِ عِبَادَةً لِلْإِصْنَامِ وَلِذَا كَانُوا يَقُولُونَ فِي لِبَنَتِهِمْ لَيْلِيك لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْلِيك لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَكَ هُوَ لَكَ شَرِيكَكَ وَ مَا مَلَكَهَ يَحْضُونَهَا

"معت پرستوں کی غالب اکثریت اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ذاتیت کا اقرار و ضرور کرتی ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا کی خدائی میں شریک کر لیتی ہے اور اس شرک کی صورت یہ ہے کہ وہ اصنام کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی لیے کفار کہہ لیا م جاہلیت میں حج کے مواقع پر اپنے طیبہ میں کتے تھے "اے رب میں حاضر ہوں یہ تو کوئی شریک نہیں، اے خدا میں حاضر ہوں یہ تو کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تمہارے لیے مخصوص ہیں تو ان شرکیں کا مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی جس کے وہ مالک ہیں ۔"

ظاہر ہے کہ کفار کی مراد ان شرکیوں سے مت، ہوتی ہے۔ اس دونوں اور غیر حقیقت کے باوجود صاحب "تقریۃ الایمان" نے کس ڈھٹائی اور جبر سے کلام لے کر مسلمانوں کو شرک ماننے کے لیے قرآن پاک کی آیت کا من گھڑت ترجمہ کر کے شرک کو مسلمانوں پر منطبق کر دیا۔ خداوند کریم ایسے نافرمانوں کے عکسہ فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

اب صاحب تقریۃ الایمان کی حسب ذیل عبارت پڑھیے اور اس کو آیت قرآنی کی صحت کا دلچسپ منظر دیکھئے اور مصنف کے جذبہ تحریف کی دودھ بجئے :

مرسل کا کام تحقیق کر لینے کو سمجھ لینے کہ بتبر خدا جلیل کے سامنے بھی کافروں کا ایسے ہی باتیں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہائی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا پتا چنے سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : يُكْفِرُونَ مِنْ ذُنُوبِ الْإِنْسَانِ مَا لَا يَبْلُغُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا

يَكْفُرُونَ هَؤُلَاءِ ضَلُّوا عَنْ عِندِ اللَّهِ ۖ قُلْ أَتَشْفِقُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مِثْقَاتُهُ ۖ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ

(تقریۃ الایمان، مطبوعہ کتب خانہ اعجازیہ دہلی صفحہ ۶)

ہم چوری دنیاے دلالت کو چیلنج کرتے ہیں کہ آیت بالا سورہ یوسف میں دکھادے تو جائیں جو شخص نقل حوالہ میں اتنی غیر ذمہ دارانہ ذہنیت کو روک دے سکتا ہے اس سے بیان مطالب اور استنباط نتائج میں کسی دیانت کی کب امید کی جاسکتی ہے؟ میری حالت یہ آیت پاک سورہ یوسف میں ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :

"اور اللہ کے سوا کسی چیز (یعنی انہوں کو پوچھتے ہیں جو ان کا کچھ بھلائے کرے اور نہ کچھ ضرر دے) نہ چاہئے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں یعنی دنیوی امور میں۔ کیونکہ مرنے کے بعد آخرت میں انہیں کا وہ واقعات ہی نہیں سمجھیں گے۔ تم فرماؤ کیا اللہ کو عبادت دیتا ہے جو اس کے علم میں نہ آتا ہوں میں ہے نہ ذوق میں نہ۔ یعنی اس کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ ہر چیز جو موجود ہے وہ ضرور اس کے علم میں ہے۔ اسے اپنی اور تری ہے ان کے شرک سے ۔"

اس میں دہلوی نے اپنے مگر لوگوں خیالات کے انہت میں مر قومہ بالا آیات کو پیش کیا ہے۔

یہ ہیں غلط روایت کا است تاہم کیا۔ دعویٰ دلیل میں مطلق کوئی ہم آہنگی اور مطابقت موجود نہیں..... دعویٰ کچھ دلیل کچھ۔ ایسے میں نتیجہ سوائے گمراہی کے اور کیا ہاتھ آئے گا۔

اس طرح دعویٰ اور دلیل میں اجنبیت کا اور اقتضا صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔

"وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى..... وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۚ وَالْأُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ يَرْتَابُونَ ۚ" (پ ۲۶، سورہ اعراف)

اسا میل صاحب ترجمہ فرماتے ہیں :

"اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے معنی سورہٴ اہتاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہو گا اس شخص سے کہ پکارے گا۔ دوسرے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں۔"

اس کے بعد (ف) کو اے میل دہلوی لکھتے ہیں :

"یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر و عظیم کو چھوڑ کر اور دن کو پکارتے ہیں کہ بول تو ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بیٹے لوگ اسکے پورگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانتی بلکہ دعا کو دانی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گویا سمجھتے ہیں کہ اللہ سے شرک جلت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے حاجت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھو کہ دور سے اور نزدیک سے اللہ سے دعا کرتے ہیں جنہیں ان کو اس طرح سے پکارا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے در سے ہیں یعنی مخلوق سودہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔"

آیت ہالاک غلہ تشریح و توضیح سے قطع نظر خود اس کے دو لفظوں کے ترجمے میں مصنف کی فکر و فہم نے سخت غموں کو کھائی ہے۔ مفسرین سلف سے لے کر آج تک کسی کی کتاب سے اس ترجمے کی تائید و توثیق نہیں ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے سیاحت و پلٹت میں وسیع طلحہ پیدا ہو جاتی ہے۔ بہر کیف وہ دو لفظ "مِنْ دُونِ اللّٰہِ" اور "مِنْ دُونِ اللّٰہِ" ہیں۔ اسامیل نے "بَذْعُوْا کَافِرَہُمْ" پکارے "کیا ہے حالانکہ قرآن پاک میں اس جگہ اور عام طور

سے ہر جگہ "بَذْعُوْا کَافِرَہُمْ" پھیلایا گیا ہے اور "بَذْعُوْنَ یَہْتَدُوْنَ" کے معنی میں آئے ہیں جس کا متر تہیب ترجمہ ہو گا عبادت کرتا ہے، پوجتا ہے، یا "عبادت کریں اور پوجیں۔" پھر "مِنْ دُونِ اللّٰہِ" کا ترجمہ اسامیل دہلوی نے "مخلوق" کیا ہے جبکہ تمام کتب معتبرہ اور مستند تفسیر میں اس کا ترجمہ اہتمام و ادیان کیا گیا ہے۔ اگر اسامیل نے مخلوق کی بجائے بت مر لویا ہوتا تو یقیناً شرک امور عامہ کی صف میں داخل نہیں ہوتا اور "بَذْعُوْا کَافِرَہُمْ" کا ترجمہ "پکارے" ہی کرتے تو بھی شرک کے شرارے ان کی آنکھوں میں اس قدر چکا چوند پیدا نہیں کرتے۔ اور آیت کا صحیح ترجمہ "اور کون زیادہ گمراہ ہو گا اس شخص سے جو پوجتا ہے جن کو اور بت ان کی اس عبادت سے غافل ہیں اور بت قیامت تک ان کی اس پرستش کا جواب نہیں دے سکتے" کر کے قرآن مجید میں تحریف معنوی سے یہاں بچا جاتے۔

یہ میرا دعویٰ محض نہیں بعد اس کے بعد کہ آیتیں شاہ عدل ہیں کہ آیت ذیل میں "مِنْ دُونِ اللّٰہِ" معنی عبادت ہے۔ چنانچہ آیت بالا سے متصل ہی یہ آیت ہے :

"وَالَّذِیْ یَدْعُوْا اِلٰہَہُمْ اَعْدَآءُ وَّکُفٰرًا یَبْغِیْہُمْ کُفٰرَہُمْ"

اور اس سے بلاشبہ کہ گمراہوں کو انہوں کو پوجے جو قیامت تک نہ سنے اور

انہیں ان کے پوجے جانے کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا شر ہو گا تو بت پوجے جو ستموں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت و پوجا کے منکر ہوں گے۔

دیکھئے آیت کے شروع میں "بَذْعُوْا" ہے اور آیت کے آخر میں عبادت ہے۔ گویا عبادت سے "بَذْعُوْا" کی تفسیر فرمادی گئی۔ اس صحیح مطلب کی توثیق مزید کے طور پر جلالین کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں :

"و من استفہام بمعنی النفی ای لا احد اضل ممن یدعو ا بعد من دون اللہ ای غیرہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمہ و ہم الاحسان لا یحبون عابدیہم

جو سونے کا تھا اس کی لمبائی جس گز تھی چار سو تھو تھے اس کی بہت تقطیع کرتے تھے جس مقام پر وہ تھا اس جگہ کا نام بک تھا اسی لیے اہل بک مرکب ہوا۔ یہ بلاد شام میں ہے اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیرا کرنے والے کے جو تسمارے اور تسمارے اگلے آباد اور لوکار ہے۔

۵۔ وَلَیِّدِیْنِ اَنْجَبَدُوْا مِنْ خُوْیْبِہٖ اَوْکَیْمَا مَنَا فَعَبَدُوْا عَلَیْہِ مَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَیِّی (سورہ اعراف ۲۳ کو برا)

ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے سوا اور دلی مانائے یعنی معبود ٹھہرا لیے (مر لوان لوگوں سے مت پرست ہیں) کہتے ہیں یہ تو انہیں یعنی انہیں عوں کو صرف اتنی بات کے لیے پوچھتے ہیں یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیا۔

اس آیت کو صاحب تقویۃ الاسلام نے نقل کیا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ آیت کئے طور پر مت پرستوں کے عقیدے کے رد کے لیے لکھی ہے نہ دوستی مسلمانوں پر منطبق کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو یہ میں کافروں کے اس جھوٹے مذہب کا رد کیا ہے کہ ہم تو غیر خدا کی پرستش اس لیے کرتے ہیں کہ یہ مت جو تمارے لولیاہ ہیں وہ مجھے اللہ کے نزدیک کر دیں گے حالانکہ اللہ سے نصرت حاصل کرنے کے لیے کسی کو خدا ماننا اور اس کو چھوڑنا اور شرارت کی باتیں ہیں۔

۶۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْبَدُ مُخْلِصًا اَللّٰہَ دِیْنِیْ فَاَعْبَدُوْا مَا یُشْرِکُوْنَ مِنْ خُوْیْبِہٖ قَم فَرَدَیْہِمْ اللّٰہُ یَکُوْجِبُہَا ہُوں خَالِصَ اِس کادہ ہو کر تو تم اس کے سوا چاہو ہو جو۔ (سورہ اعراف ۲۳)

اس آیت مقدسہ میں اللہ عزوجل عبادت کا انحصار صرف اپنی ذات کریم کے لیے فرما رہا ہے اس لیے اپنے مومن بندوں کو نرشاد فرماتا ہے کہ اعلان کر دو میں صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور کفر کو بطور تردید و توجہ کہہ دو کہ تم اللہ کے سوا چاہو ہو جو۔ اس کا انجام تم کو قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا۔ یہاں اعلان عام ہے اللہ کے سوا نبی، ولی، پیغمبر،

فرشتے، درخت، پتھر، مردے، زندہ، دریا، پہاڑ جس کی بھی پوجا جانی ہو اس کو مستحق عبادت سمجھا جائے گا اور اس کو واجب الوجود اور قدیم تسلیم کیا جائے گا تو یقیناً کافر و مشرک ہو جائے گا۔ اور اگر واجب الوجود اور مستحق عبادت کا اعتقاد کسی کے لیے نہ ہو تب صرف اللہ ہی کی وہی ہوئی طاقت سے یہ مرد سمجھ کر اللہ کے مقرب بندوں سے استعانت کی جائے تو یہ بالکل جائز اور خالص دائرہ توحید کے اندر ہے اور اس اعتقاد کو شرک سے کوئی نسبت دلاؤ گا نہ بھی قصور نہ بھی ہو گا۔

مختصر یہ کہ بلا دلیل شرعی کسی گناہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف کرنا شریعت میں حرام ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے سر غیر اللہ کی پرستش کا الزام ڈال کر مشرک قرار دینا اللہ کے نامور تعین جرم ہے۔ امام ابوہریرہؓ نے ائمہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے حواریین مع قیامت تک جہنم میں کر سکتے کہ مسلمان اللہ کے سوا کسی دوسرے کو درجہ ترستی کے بارے میں مشرک نہ سمجھتا کہ وہ حال میں انہیں مستحق عبادت اور واجب الوجود سمجھتے ہیں۔ کتب عقائد میں شاک کی یہی تعریف کی گئی ہے کہ کسی انسان کے مشرک ہونے کی وہی صورتیں ہیں۔ نیز یہ تو بالکل غلط خیالات جاننا خواہ اس کی عبادت کرے یا نہ کرے۔ دوسرے کسی کو خدا کی ذات یا صفات میں مشرک سمجھنا اور جب مسلمانوں کا اعتقاد کسی کے بارے میں یہ نہیں ہے تو پھر اس کے ہر کام پر مشرک کا فتویٰ صادر کرنا ہی کلام ہو گا۔ جو مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے کا شرعی حق ہو۔

معص تقویۃ الاسلام نے اپنے خیالات کا مدد کی تائید میں جن آیتوں کو مستدل مان کر غلط تعبیر و توضیح کی تھی ان کا تفصیلی جائزہ بطور بالا میں پیش کر دیا گیا ہے جو کچھ طویل ہو گئے ہیں کچھ ان حدیثوں پر بھی اہتمام خیال ضروری تھا جن کو اسماعیل دہلوی نے غلط طور پر شرک کے معنی میں مستعمل کیا ہے۔ مثلاً فصل الشراک فی العلم و الشراک فی العبادۃ وغیرہ ان مصلوں میں باہر ایک ہی خیال کی تکرار کی گئی ہے۔ خوف طوالت مناسب گیر نہ ہو تا تو

جہت کر دیا جاتا کہ ان کے دعوے اور ان مقولہ حدیثوں میں کوئی نکتہ نہیں۔ مصنف نے یہاں بھی استنباط نتائج میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ ان شاء اللہ اسکندہ حسب موقع اس کی دوسری قسط میں کی جائے گی۔

و ما علينا الا البلاغ

ربنا لا تزعج قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمہ

انک انت الوهاب

و السلام علی من اتبع الهدی

(مولانا سید اثری صاحب مظہر پوری)

امکان کذب کا قہقہہ

جموٹ ایک ایسا عیب ہے جس سے ہر لوگ نفرت کرتے ہیں، لیکن جموٹ خود جموٹ دہری بھی جموٹ کو بڑی ایسا عیب ہے چنانچہ اگر ہم دیکھیں کہ جموٹ خود ظاہر کر دیا جائے تو وہ چڑھے گا، جھنجھلائے گا۔ اس سے معلوم ہو گا کہ جموٹ خود بڑا ہی بھروسہ والا ہے لیکن محترم قارئین کو یہ جان کر سخت حیرت ہو گی کہ وہاں کب جب نے سچو غلوں سے بھرا العزہ جل شانہ کے حق میں جموٹ لانا جائز قرار دیا ہے۔

امکان کذب الہی کا قہقہہ سب سے پہلے ملائے دہلوی مولوی اسماعیل نے ایک اعراض کے جوہر میں کھڑا کیا۔ واقعہ یہاں ہے کہ قہقہہ زمانے سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد چلا آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے مثل پیدا فرمایا ہے۔ حضور کا مثل ہو نا محال ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس اعتقادی مخالفت کرتے ہوئے یہ نیا عقیدہ پیدا کیا کہ سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل نہیں بلکہ سرکار

جیسے سینکڑوں محمد پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس زمانے کے علمائے اسلام نے اعراض کیا کہ حضور کا مثل کیوں کر ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے حق میں فرمایا ہے کہ:

وَلَكِنْ رَسُولًا وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

یعنی پیارے مصطفیٰ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں

"تو اب حضور کا مثل ہرگز ممکن نہیں"

توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ قہقہہ نبوت کا وصف شرکت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جس کا معنی یہ ہے کہ آخری نبی صرف ایک ہی شخص ہو سکتا ہے کسی دوسرے کا آخری نبی ہو نا عقلاً محال بالذات ہے اب رہی یہ بات کہ وہ ایک شخص کون ہے جس کو قہقہہ نبوت کا تاج پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ میں مجبہ نے خبر دی کہ وہ ایک شخص پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جنہیں آخری نبی بنایا گیا تو خود رب العزہ جل شانہ نے حضور کو خاتم النبیین کہہ کر خبر دی کہ میرے مصطفیٰ کا مثل ممکن نہیں پھر محال بالذات ہے۔ سائن علمائے اسلام نے بھی اس پر محکم مولوی اسماعیل دہلوی پر کیا کہ تم جو حضور کا مثل ممکن بتاتے ہو تو اس سے خبر دینا کہ جموٹ بڑا لازم کرنا ہے لیکن چونکہ خبر الہی کا جموٹ ہو نا بالذات محال ہے ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل بھی ہرگز ممکن نہیں۔ اس امر پر اس کے جواب میں ملا اسماعیل دہلوی نے امکان کذب الہی کا قہقہہ کھڑا کیا اور مسلمانوں کو یہ نیا عقیدہ پھیلایا کہ اللہ تعالیٰ میں شانہ کا جموٹ لانا ممکن ہے محال نہیں ہے۔

(مولانا سید اثری صاحب مظہر پوری)

آیت کریمہ: وَلَكِنْ رَسُولًا وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے بارے میں ملا دہلوی نے یہ جواب دیا:

"بعد الخیار ممکن سب سے ایشیاں را فراموش ہو کر دوبارہ شروع ہو پس قول

بامسکان وجود اصل مغیر بکنڈہ یب لعیے را زعموس نہ ہو گورد"

(یک روزی بچوالہ کن اسووح ص ۷۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو آیت کریمہ میں حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کی خبر دی ہے

تو اس خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے لہذا حضور کا مشن پائے جانے کو ممکن کرتا اس سے کسی آیت قرآن کا بھٹانا لازم نہیں آتا۔

ملائے دہلوی کے جواب کا معنی یہ ہے کہ جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشن پورا ہوا تو اس وقت اللہ تعالیٰ خاتم النبیین والی آیت کریمہ لوگوں کے دل سے بھلا دے گا اور جب آیت کریمہ کو یاد ہی نہ رہ جائے گی تو خبر الہی کو کون بھٹائے گا۔ حاصل جواب یہ ہے کہ امام وہابی مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی خبر جموعاً ہونا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اس بات میں حرج ہے کہ بعد سے اللہ تعالیٰ کے کذب پر نگاہ ہو جائیں اس حرج سے چھٹے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن کی آیتوں کو بعدوں کے دل سے بھلا دے گا۔ (معاذ اللہ رب العالمین) یہ ہے باطل کفری عقیدہ وہابیوں کا۔

مسلمان کلمائے کا قضا تو یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت پر حملہ نہ کرے اور اس بات پر ایمان لائے کہ ختم نبوت کے وصف میں سرکار کا مشن و نظیر حال بالذات ہے لیکن وہ اگر شیطان کے بسکنا سے یہ تک گئے تھے تو علمائے اسلام کے ٹوکنے پر تو ان کو سنبھل ہی جاتا چاہیے قاسم بن ابی ہریرہؓ کو علم کا جس جتن کر ایک دوسرے کفری عقیدے کی طرف دھکیل دیا۔ یعنی امکان نظیر کے عقیدہ میں سے ان کو امکان کذب الہی کا مستفاد دیا چنانچہ انہوں نے خاص مسئلہ امکان کذب کے تحت میں ایک کتاب کیروز کی نگہ کر امت میں ایک فتنہ عظیم کھڑا کر دیا۔ اس کتاب کے دلائل کتاب میں یہ ہے کہ جس طرح ایک جموئی باہک کو صحیح جہت کرنے کے لیے چھوٹے مجروح کو جھکائے جیسے تھیک اسی طرح اللہ رب العز و جاکہ کذب جہت کرنے کے لئے ان کو ایسی دلیلیں مقرر فرمادیں جو سینکڑوں کفریات کا چارہ ہیں۔ جس کو اس کا مشابہہ کرنا ہو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس تصنیف سخن اسبوح ص ۳۳ تا ۶۹ کا مطالعہ کرے۔

بہت سے سادہ لوح حضرات کا گمان ہے کہ سیتہ اور وہابیت کے درمیان صرف چند فروعی امور میں اختلاف ہے لیکن یہ گمان شدید غلط ہے کیونکہ سیتہ وہابیت کا اختلاف

فروعی امور میں ہونے کے ساتھ ساتھ جہاد کی مسائل میں بھی ہے یہاں تک کہ خود ایمان باللہ کے مسئلہ میں بھی ہمارا اور وہابیوں کا شدید جہاد کی اختلاف ہے چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا صدق تو لا وہابوں کا کذب ہے لہذا اس کا کذب ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے اور وہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہے لہذا اصدق واجب نہیں۔ اور یہ بالکل خاہرات ہے کہ وجوب صدق کا عقیدہ اور امکان کذب کا عقیدہ ان دونوں میں قطعی جہاد کی اختلاف ہے۔ اس لئے جہت ہو گیا کہ ایمان باللہ کے مسئلہ میں ہمارا اور وہابیوں کا عین جہاد کی اختلاف ہے۔

یوں تو جس مسلمان کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان ہے اس کا فطری طور پر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العز و جل جلالہ کا جموعاً ہونا ہرگز ہرگز ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ازلا صدق رہا اور ہے اور لہذا تک صادق رہے گا کذب کے امکان کی جز تو نہیں سے کٹ گئی لیکن چونکہ وہابیوں نے اسلامی عقیدہ کے نام سے مسلمانوں میں یہ فتنہ پھیلا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جموعاً ہو تو میں مگر اس کا جموعاً ہونا ممکن ہے اس لیے ہم یہ دو امور مسلموں کے ایمان کی خاطر عقائد اسلامیہ کی قدیم کتابوں سے چند فقرے نقل کر رہے ہیں:

شرح صحاح میں ہے

الکذب محال۔ سماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء و هو

علی اللہ تعالیٰ محال

یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب باجماع علماء محال ہے اس لیے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے

اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (بہار احسن السبوح ص ۱۰)

۲۔ شرح عقائد مسلمی میں ہے:

کذب کلام اللہ تعالیٰ محال یعنی کلام الہی کا جموعاً ہونا ممکن نہیں۔

(بہار احسن السبوح ص ۱۰)

۳۔ طوارق انوار میں ہے :

الكذب نقص و النقص على الله تعالى محال

یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(بتوالہ کنن السیورج ص ۱۰)

۴۔ موافق کی بحث کلام میں ہے :

انه تعالى يمتنع عليه الكذب اتفاقا اما عند المحذره فلان الكذب فيصح و

هو سبحانه تعالى لا يفعل الفحیح و اما عندنا فلا نه نقص و النقص على

الله تعالى محال اجماعا

یعنی اہل سنت اور معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں محال

ہے معتزلہ تو اس لیے محال کہتے ہیں کہ جھوٹ بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا افضل

نہیں کرنا اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ جھوٹ

عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالا جماع محال ہے۔ (کنن السیورج ص ۱۰)

۵۔ امام حنفی علیہ السلام کمال الدین رحمہ علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں :

يستحيل عليه تعالى سمات النقص كالجهل والنقص

یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب وہ سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

(کنن السیورج ص ۱۱)

۶۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد بن ابی شریف مسامرہ میں فرماتے ہیں :

لا خلاف بين الاشعرية وغيرهم في ان كل ما كان وصف نقص فلهياري

تعالى عنه مزه و هو محال عليه تعالى و الكذب و صف نقص

یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب

ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور کذب صفت

عیب ہے۔ (کنن السیورج ص ۱۱)

۷۔ کنز القوائد میں ہے :

قدس تعالى شانه عن الكذب شرعا و عقلا اذ هو قبيح بادرک العقل

قبیحه من غير توقف على شرع فيكون محال في حقه تعالى عقلا و

شرعا كما حققه ابن الهمام وغيره

یعنی عجم شرع و عجم عقل ہر طرح اللہ تعالیٰ کذب سے پاک بنا گیا ہے اس لیے

کہ کذب فحیح عقلی ہے کہ عقل خود عقلی اس کے کج کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ

اس کا پچا پنا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ و لٹا اللہ تعالیٰ کے حق میں معتاد و شرعاً

ہر طرح محال ہے جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس مسئلہ کی تحقیق افادہ

فرمائی۔ (کنن السیورج ص ۱۳)

۸۔ علامہ کمال دہلوی شرح عقائد میں لکھتے ہیں :

الكذب عليه تعالى محال لا تشمله القدرة

یعنی اللہ تعالیٰ کا مجموعہ ہونا محال ہے قدرت اعلیٰ میں داخل نہیں۔

(کنن السیورج ص ۱۳)

۹۔ شرح عقائد کمال دہلوی میں ہے :

الكذب نقص و النقص عليه محال فلا يكون من العمکات و لا

تشمله القدرة كسائر وجوه النقص عليه تعالى كالجهل و العجز

جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں نہ

اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے چاہے تمام اسباب عیب مثل جہل و بخل و اہی کو

سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

(کنن السیورج ص ۱۳)

ہم اختصار کی خاطر اسے ہی حوالوں پر اس کرتے ہیں جس کو مزید بائیں تفصیل

آئندہ اور ہمیں دلائل کا پرہہ دیکھنے کا شوق ہو تو وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تصنیف کن اسیدرج کا مطالعہ کرے۔ وہ اپنی اپنے عقیدہ امکان کذب کی حمایت میں جن مغالہ آمیز دلائل سے کام لیتے ہیں ذیل میں ان کا ابطال پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ امکان کذب کے ثبوت میں عام دہائی دہدہ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یعنی ہے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور چونکہ جھوٹ بھی ایک چیز ہے لہذا وہ جھوٹ پر قادر ہے اور جب جھوٹ ہونے پر قادر ہے تو اس کے لیے جھوٹ ہونا ممکن ہوا۔

جواب: جب وہاں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ہونا ممکن ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا پہلا جھوٹ یہی کلام یعنی **إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** ہو تو پھر اس کلام کو دلیل میں پیش کر دیں کہ صحیح ہو گا۔ دوسرا افواہی حقیقی جواب یہ ہے کہ کذب الہی عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال بالذات ہے لہذا کذب الہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات ممکن نہیں ثابت ہوا کہ کذب الہی ممکن نہیں۔ پھر ذاتی تعالیٰ کو جھوٹ پر قادر کرنا یہ وہاں کا سخت ترین مغالہ ہے کیونکہ کذب الہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات ذیہ قدرت نہیں لہذا کذب الہی ذیہ قدرت نہیں تو پھر کذب الہی کو ذیہ قدرت بتا کر امکان کذب کو ثابت کرنا جو جمل و فریب نہیں تو وہ کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مفہوم کی تین قسم ہے:

۱۔ واجب ۲۔ ممکن ۳۔ محال

واجب: وہ مفہوم ہے جس کا وجود ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ممکن: وہ مفہوم ہے جس کا وجود ضروری ہو نہ عدم مثلاً عالم اور عالم کی چیزیں۔

محال: وہ مفہوم ہے جس کا عدم ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا کذب، جمل، مجرور جیسے دوسرا اٹھ ہوا۔

واضح ہو کہ ذیہ قدرت الہی صرف ممکنات ہیں واجب اور محال ذیہ قدرت نہیں۔

شرح مقاصد میں ہے:

لا شيء من الواجب والمنع بمقدور واجب اور محال ہرگز ذیہ قدرت نہیں۔ (کنہ السیور ص ۶)

شرح مواقف میں ہے:

علمہ تعالیٰ بعم المفہومات کلہا الممكنة والواجبة والمنعۃ فهو اعم من القدرة لانہا تختص بالممكنات دون الواجبات والمنعۃات یعنی علم الہی ممکن، واجب اور محال مفہوم کو شامل ہے تو وہ قدرت الہی سے عام ہے کیونکہ قدرت الہی صرف ممکنات ہی سے متعلق ہے و اجابت اور محالات سے اس کو کوئی حلقہ نہیں ہے۔

حوالہ جات مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ **إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** میں **كُلِّ شَيْءٍ** سے مراد توکل ممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ہونا محال ہے تو وہ ذیہ قدرت نہیں اور جب ذیہ قدرت نہیں تو ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔ اب ہم اس مسئلہ پر توجہ دیتے ہیں کہ اس مغالہ آمیز استدلال کے پیش نظر ایک سوال کرتے ہیں کہ: **اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے یا نہیں کہ شیطان کو وہاں کا خدا بنائے اگر کو** کہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں تو **قَمِ** **إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** کا انکار کہے کہ علم کلام کا قہر ہو جائے اگر کو کہ شیطان، قدرت الہی سے وہاں کا خدا ہو سکتا ہے تو وحدانیت کا انکار کہے کہ علم عام مرتد ہو جائے۔ ہاں کوئی وہاں میں دم قہر والا وہاں مذہب کو قہر قرار دیکھے ہوئے اس سوال کا جواب دے سکے۔

۲۔ وہاں کہتے ہیں کہ انسان کو جھوٹ ہونے پر قدرت ہے تو اگر اللہ تعالیٰ جھوٹ ہونے پر قادر نہ ہو تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور یہ محال ہے کہ قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے لہذا اجابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ ہونا ممکن ہے۔

جواب : اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ واللہ حلقکم و ما تعملون یعنی تم جو کہ جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیر کیا ہوا ہے۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ انسان اور اس کے تمام افعال، اقوال، احوال، اوصاف سب اللہ عزوجل کے پیدا کئے ہوئے ہیں انسان کو صرف کسب پر ایک گونا گونا اختیار ملا ہے لیکن اس کے سارے کام موتی عزوجل ہی کی ہچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ آدمی کی کیا طاقت کہ بے ارادہ الٰہی کے پکسار سکے۔ انسان کا صدق و کذب، تکبر و ایمان، طاقت و عیاض جو کچھ ہے سب کو اسی قادر مطلق جل جلالہ نے پیدا کیا ہے تو جب انسان کا جھوٹا دل، تکبر، فحش کرناہ کی کرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے تو پھر قدرت ربانی سے قدرت انسانی کیوں کر بڑھ سکتی ہے اور وہی بات کہ اگر کذب الٰہی پر خدا نے تعالیٰ قادر نہ ہوگا تو قدرت ربانی گھٹ جائے گی تو ایسا ہونا صرف بد داغ و ہلکا کام ہو سکتا ہے اس لیے کہ کذب الٰہی محال اور غیر ممکن ہے اور کوئی محال ذمہ قدرت میں اور کذب الٰہی جب ذمہ قدرت میں تو قدرت گھٹنے کی کیا بات ہے۔

اس مقام پر ہم دہلیوں سے ایک سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ سب سے انسان اس بات پر قادر ہیں کہ وہ چٹری، مورچی، یا کراس کو اپنا مسجود قرار دیں اور صبح شام اس کی پوجا کریں تو اگر خدا، چٹری، مورچی کو پوجا کرنا ہے تو کرم و شکر اس کی پوجا پر قادر نہ ہو تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور جو کہ قدرت انسانی کا قدرت ربانی سے بڑھ جانا محال ہے۔ لہذا اجبت ہو گیا کہ چٹری، مورچی کو اپنا مسجود قرار دینا ممکن ہے۔ یا لا۔۔۔؟ ہے کوئی دہلیوں میں بہت والا جو دہلی مذہب کو باقی رکھتے ہوئے اس ممکن کو ختم کر دے؟

۳۔ دہلی کہتے ہیں کہ متکلمین کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ مسلم ہے کہ کل ما هو مقصور للعبد مقصور اللہ یعنی برہہ کام جمیعہ دہانے لیے کہ سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کہ سکتا ہے تو جب آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے کیوں کہ اگر خدا

جھوٹ نہ بول سکے تو ایک کام ایسا نکلا کہ کوئی تو کہ سکتا ہے اور خدا نہیں کہ سکتا اور یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتسابہ لہذا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس کام کو کوئی کر سکے اسے خدا نہ کر سکے اس لیے ثابت ہوا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

جواب : معاذ اللہ رب العالمین سبحان اللہ عما یصفون بے شک قاعدہ کلیہ حق ہے لیکن دہلی اس کے جو معنی بیان کرتے ہیں وہ صریحاً غلط ہونے کے ساتھ مکملاً کفر بھی ہے قاعدہ کلیہ کا صحیح معنی یہ ہے کہ وہ جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ کام پر کام اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد ہی سے واقع ہوتا ہے محترم ترین میں بھی ظاہر فرمائیں کہ قاعدہ کلیہ کو انسان کذب سے کیا تعلیق ہے؟ لیکن جب دہلیوں کے نزدیک یہی طے ہے کہ برہہ کام جمیعہ دہانے لیے کہ سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کہ سکتا ہے تو ان کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ :

۱۔ اللہ قادر ہے کہ اپنے خدا کی شیع کرے تو ضرور ہے کہ دہلیہ کا خدا بھی قادر ہو کہ اپنے خدا کی شیع کرے اور نہ تو ایک کام ایسا نکلا کہ وہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

۲۔ آدمی قادر ہے کہ اپنی مہمان کی تواضع و خدمت کے لیے اس کے کھوں پر اپنی آنکھیں ملے اپنے پی کی تعظیم کے لیے اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ دہلیہ کا خدا بھی اپنے مالک کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع پر قادر ہو ورنہ تو ایک کام ایسا نکلا کہ وہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

۳۔ آدمی قادر ہے کہ پر لیا بل پر اچھا کر اپنے جنت میں کر لے تو ضرور ہے کہ دہلیہ کا خدا بھی دوسرے کے مملوک چیز چرائیے پر قادر ہو ورنہ تو ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

۴۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے خدا کی نافرمانی کرے تو ضرور ہے کہ دہلیہ کا خدا بھی اپنے خدا کی نافرمانی پر قادر ہو ورنہ تو ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

شہر کیا جاۓ۔ اسی موافق میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمت علیہ الکذب انفعاً یعنی باری تعالیٰ کا کذب بالافتقار محال ہے۔ جس شرح طوابع میں ہے الحلف فی الوعد حسن یعنی عطف و عید (سزا معاف کر دینا) ایک اچھی بات ہے۔ اسی شرح طوابع میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے۔ جس علماء جلال دولہ نے شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے ذنب بعض العلماء الی ان الحلف فی الوعد جائز علی اللہ تعالیٰ لا فی الوعد و بعدا و ردت السنة یعنی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ عید میں عطف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے و ردہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا ہے طوابع جلال تحریر کرتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال لا تشمله القدرة اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الہی میں داخل نہیں (۲۶)۔

محترم قارئین! ملاحظہ فرمائیں مذکورہ بالا حوالوں نے خوب واضح کر دیا کہ ملا مگھوی کا تمام حلقہ ہے اور عطف و عید کے قائل علماء کا دامن، عقیدہ امکان کذب کی نجاست ہے پاک صاف ہے۔

جس علماء نے کہتے ہیں کہ اگر جھوٹ پر خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو خدا کا بجز لازم آئے گا اور وہ جو کہنے کا ہے لہذا جھوٹ ہونا اس کے لیے ممکن ہوا۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے حق میں جھوٹ محال ہے اور محال پر قدرت نہ ہونے سے مجز لازم نہیں آتا۔ علماء عید الہی ہائیں اپنی کتاب مطالب فیہ میں من حزم قاسم العزم کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان العزم انما یکون لو کان المقصود جاء من ناحیة القدرة امام لذا کان لعدم قبول المستحيل تعلیق القدرة فلا ینھم عاقلان ان هذا عجز یعنی مجز تو وجب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خودی تعلیق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو بجز کواہم نہ گذرے گا۔ (نہج السیر ص ۳۸)

(۲۷) اس میں مراد یہ ہے کہ صدق و کذب خبر کی صفت ہے اور عید از غلی خبر میں از غلی انتہاء ہے (امہدی)

لب و ہائی یا تو اقرار کر لیں کہ خدا کے لیے دوسرا خدا ہونا اور خدا کے باطن میں ہونا ممکن ہے ورنہ عقیدہ امکان کذب الہی سے توجہ کریں۔

۳۔ ملا شہر احمد مگھوی نے برائین قائلہ ص ۳ میں لکھا ہے کہ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بعد قدامہ اختلاف ہوا ہے کہ عطف و عید آیا جائز ہے یا نہیں؟ رد المحتار میں ہے حل بحدود الحلف فی الوعد بظاہر ما فی المواقف و المقاصد ان الاشاعة قائلون بحدودہ جس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر توجہ کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب عطف و عید کی فراموشی ہے۔"

جواب: محترم قارئین! پہلے آپ ملا مگھوی کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ مشائخ سید شہر کے حضرت مولانا عبد السمیع رامپوری نے امکان کذب کے خلاف اپنے صمد کا اعتبار کرتے ہوئے الزام سلطہ میں لکھا تھا کہ "کوئی جناب باری عزاسر کو امکان کذب کا وہاں کہا ہے؟" اس کے جواب میں مگھوی جی فرماتے ہیں کہ خدا نے تعالیٰ کو بالامکان جھوٹ کرنا یہ تو کوئی نئی بات نہیں اگلے زمانے کے بعض علماء اسلام بھی تو خدا کے لیے جھوٹ لانا ممکن بتاتے ہیں و یکھوا شہرہ علی سنت عطف و عید کے قائل ہیں اور امکان کذب عطف و عید کی ایک قسم ہے لہذا امکان کذب پر اعتراض کرنا اگلے زمانے کے علماء دین پر اعتراض کرنا ہے۔ انہوں نے خود جہاد نہیں کیا کہ مگھوی جی یا سید اہل کاش مہاشی اب اتنی عقین افتراء سازی اور بیعت طوابع کی کیا کرتے ہیں؟ چھوٹے چھوٹے وہاں ملاؤں کا کیا حال ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ باطل عقائد کا خطر فوری

خود اندھا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا اندھا دکھاتا ہے۔ یہ شک اہل سنت کے بعض علماء عطف و عید کے ضرور قائل ہیں مگر اس کے ساتھ وہی علماء امکان کذب الہی کے عقیدہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں پھر ان کو امکان کذب کا قائل بتانا کتابت جھوٹ اور کس قدر سنگین بہتان ہے۔

جس موافق میں ہے لا بعد الحلف فی الوعد نفیاً یعنی عطف و عید عیب نہیں

اس مقام پر پھر ہم وہابیوں سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اگر شیطان کی پوجا کرنے پر وہابیہ کے خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو اس کا بجز لازم آئے گا موردِ عجز سے پاک ہے لہذا شیطان کی پوجا کرنے کا تبار سے خدا کے لیے ممکن ہو۔ اب وہابی یا تو شیطان کو اپنے خدا کا مسموم یا شمایا اپنے خدا کا عاجز ہونا تسلیم کریں۔

بحمدہ تعالیٰ، ثم بعون رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری ان چند سطروں سے خوب جانت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں دجوبِ صدق کا عقیدہ رکھنے والے صادق اور امکانِ کذب کا اعتقاد رکھنے والے کاذب ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی اکرم خلقہ واعلم خلقہ واول خلقہ والفضل خلقہ وخاتم النبیین و سید اصغیاءہ محمد و آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم الجیلانی البغدادی وشہید محبتہ المجدد الاعظم البریلوی اجمعین
والنصر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

(مولانا نذیر الدین صاحب گوردیچوری)

ہیں۔ فریادیوں کی فریاد کو دیکھتے ہیں، حاجت مندوں کی حاجت روا کی فرماتے ہیں۔

علمائے دین کا عقیدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ علمِ غیب عامیہ خداوندی ہے لہذا کسی مخلوق کے لیے (خوابِ انبیاء ہوں یا ولیاء) کسی جو نبی سے (خود عطا کی ہی کیوں نہ ہو) علمِ غیب جلت کر باخلافِ نصوصِ قطعیہ اور صریحِ شرک ہے یوں کسی کی مخلوق کو عالم میں محض امتنا اور اس سے پکارنا دینا یہ سمجھنا کہ ان کو میری پکار کی خبر ہو گئی کھلا ہو اکثر و شرک ہے۔ پکارنے والا اور ابو جہل دونوں شرک میں در بدر ہیں۔ عقل و انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ علمائے دین کا یہ مسلک اگر قرآن و حدیث پر مبنی ہے تو ان میں ہر حال میں ہر شخص کے لیے کفر و شرک ہی قرار دینا چاہیے قانون اپنے نور بیکار کی رعایت میں برتاؤ کار کی زد میں جو کوئی آئے گا بلا امتیاز دوست و دشمن کٹ جائے گا۔

مگر جب آپ علمائے دین کی تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو آپ کو نہ صرف یہ معلوم ہوگا کہ آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ توحید پر حق کا حوٹنگہ دچائے والوں نے توحید کی انہوں نے کیسے کیسے غلطی کی ہے۔ جن چیزوں کو انبیاء و ولیاء کے حق میں شرک قرار دیا ہے وہی چیزیں آپ نے گمراہی کے پیروں کے لیے لی ہیں ایمان و اسلام سمجھتے ہیں۔ جن میں کائناتِ فردی ہی بڑا کفر و شرک کہتا ہے دوسرے افراد ہی کو ایمان اسلام ٹھہراتا ہے۔

حقائقِ سمون میں افسوس کی معجزہ کتابوں سے دو متضاد اقوال جمع کیے گئے ہیں پہلے قول میں حق تعالیٰ پہلو در دوسرے قول میں انہی پہلو میں کیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ بغیر جانبداری ہو کر چاروں اور انصاف کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ شک وارتیاب اور تذبذب کی تاریکیوں میں بھٹنے والے یقین و اطمینان کا اجالا محسوس کریں گے۔

مقصود ہے گزارش احوال واقعی

اپنا ایمان حسن طبعیت میں مجھے

اس معضون میں علمِ غیب، خدا کے رسول اللہ اور خلفائے ایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اور ہر ایک کے مثبت اور حقیقی پہلو سے علمائے دین کی تعادلیاتی اور اپنے

دیوبندیوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز

سنی دنیا کی عقیم اکثریت انبیاء و ولیاء کے حق میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ایسی مخصوص قوتیں عطا فرمائی ہیں جن کے ذریعہ مبینی باتوں کا علم دل کے خطرات اور چھپے ہوئے حالات ان پر آشکار ہو جاتے ہیں۔

یوں ہی قادرِ مطلق نے کائنات میں انہیں تصرف کا بھی اختیار عطا فرمایا ہے اس خدا اور قوت و اختیار سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔ اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سبحان و بھیر نے انبیاء و ولیاء کو ایسی قوتِ سماعت عطا کی ہے جس سے وہ درودِ نزدیک کی پکار کو سن لیتے

مسلمات سے گریز جانت کیا گیا ہے۔

علم غیب کا منفی پہلو

۱۔ اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دو یوں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز۔ یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (تقدیہ الامیان، معصفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۲۲)

۲۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے دے شک کا فر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت و دوست سب حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ: آپ (حضور ﷺ) کو علم غیب قاصر مع شرک ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کلاں سبب ص ۹۶)

۳۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی جوئل (خو لو عطا ہی کیوں نہ ہو) سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایمان شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۳۳)

معصفہ مولوی رشید احمد گنگوہی

۴۔ کسی بزدل یا جھوٹے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب اعمال کی اس کو ہر وقت خبر رہتی ہے (مکفر و شرک ہے)۔ (مبشیر زیور جلد ۱ ص ۷۳، معصفہ مولوی شمس الدین قنونی)

۵۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب نہیں ہے۔ (فاران کا توحید نمبر ص ۱۱۳، فتاویٰ غریب صاحب مستم دارالعلوم ندوۃ، بہاول نزل)

۶۔ کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطا ہی۔ یعنی نوعی فرق کے سوا دونوں کا ہر ہے۔ گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی

خدا۔ (توحید نمبر ص ۱۲۱، فتاویٰ غریب صاحب مستم دارالعلوم، دیوبند، بہاول نزل)

۷۔ کہہ رہا ہمارے اس اچھی طرح واضح ہو گیا کہ غیر خدا کے لیے غیب ثابت نہ ہو گا۔ خو لو عطا ہی کیوں نہ ہو کفر ہے، شرک ہے، کتاب و سنت کے منافی ہے۔ اگر یہ امر واقعہ ہے تو علمائے دیوبند کے مسلمات میں سے ہے تو میں عرض کروں گا کہ وہ پوری دیوبند لیری کے ساتھ مکفر و شرک کا ٹوٹی لگانے کے لیے چلے ہو جائیں۔

علم غیب کا اثباتی پہلو

علم غیب کا اثباتی پہلو پیش کرنے سے پہلے چند منہ کے لیے اپنے قارئین کو کلمہ و فکر پر دینا چاہتا ہوں۔ مذکورہ بالا حوالہ جات پڑھنے کے بعد ایک خالی الذہن آدمی کیا یہ کہنے پر مجبور نہ ہو گا کہ غیر خدا کے لیے علم غیب انما کفر ہے، شرک ہے، توحید پرستی کے منافی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو میں آپ کی دیانت کو آواز دیتا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے جو غیر خدا کے لیے علم غیب ثابت کرے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں صرف کلمہ کبریا میں پڑ جائیں گے کہ جو علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے کفر و شرک نہیں بلکہ ایمان ہے۔ بلکہ وہی علم غیب اپنے ہر مومن کے حق میں عین ایمان و اسلام سمجھا جائے گا۔ آپ اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

فتاویٰ غریب صاحب مستم دارالعلوم دیوبند بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں دارالعلوم دیوبند کے مستم مولوی رفیع الدین صاحب تھے جس صدر السن کے درمیان کچھ دنوں تک میری بھرتی کی فوج یہاں تک پہنچی کہ دوسرے کے صدر مدرس (دیوبند یوں کہتے ہیں) اللہ) مولوی محمود الرحمن دیوبند ہی بھی اس ہنگامے میں شریک ہو گئے اور اختیارات دے دئے چلے گئے۔ اب اس کے بعد کواقدہ فتاویٰ غریب صاحب ہی کی زبانی سنئے تھکے ہیں کہ:

اسی دوران میں ایک نوجوان علی الصغیر محمد نماز محمد مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مولانا محمود الرحمن صاحب کو اپنے مجرمہ میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں

ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بعد جمرہ کے کواڑ کو نکھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روٹی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیک رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا جانو تو ہی رحمۃ اللہ علیہ جسدِ عسری (ظاہری جسم) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم بینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس بجڑے میں نہ پڑے۔ بس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کر جاؤں کہ اس کے بعد میں اس قدر میں کچھ نہ یوں لوں گا۔ (ادوار جلد ۳ ص ۲۴۲)

اے عدل و انصاف کے حامیہ! خدا ارادو سوچو تو کسی! جو علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے شرک تھا وہ علم غیب بناؤ تو کسی کے لیے مین ایمان کی طرح بن گیا۔ آواز وہ انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

قاری غیب صاحب اگر آپ اجازت دیں تو میں چند ابھرے ہوئے سوالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ امید ہے کہ آپ خود یا اپنے عقیدہ نگار کے ذریعے سے لے لے دیکھنا سے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔
جبرہ وقت آپ نے اپنے چہرہ پر کیم کاواٹھ لٹھ فرمایا۔ وقت آپ کے ذہن میں یہ باتیں تھیں کہ:

- ۱۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب عین ہے۔ (فاران کا توحید نمبر ص ۳۳ احوالہ زلزلہ)
- ۲۔ کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں کا برابر ہے گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی خدا۔ (توحید نمبر ص ۲۱ احوالہ زلزلہ)

اگر ہمیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ:-

۱۔ جب رسول کو علم غیب میں تو آپ کے دلوں جان کو کہاں سے علم غیب حاصل ہو گیا کہ ان میں دوسرے پیمانہ کے بجٹھے اور صدرِ مدرس کی شرکت کا علم ہو گیا اور جسدِ عسری کے ساتھ دوسرے پیمانہ میں تشریف لائے آئے اور خواب میں میں عالمِ ہداری میں سمیٹے فرما دیں تشریف لے گئے۔

۲۔ کیا آپ کے جد محترم کا مقام مقام نبوت سے آگے ہے؟ اگر ہے تو کس درجہ پر؟
۳۔ کیا آپ جواب دینے کی زحمت کو افرائیں گے کہ آپ کے جد محترم حقیقی خدا ہیں یا مجازی خدا؟

۴۔ اگر اجازت ہو تو یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ کے نزدیک قاعدہ اور قانون کا اختلاف نہیں ہے بلکہ موقع و محل کا اختلاف ہے۔ اگر ہم یہی علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے مانیں تو شرک کہہ جائے اور آپ اپنے جد کریم کے لیے ثابت کریں تو مین اسلام بن جائے۔
۵۔ جواب دہ کی صورت میں کیا آپ اپنے مسلمات سے گریز نہیں کر رہے ہیں؟

ندائے یار رسول اللہ

ندائے یار رسول اللہ کا حقیقی پہلو

میں نے کسی کو کم میں تعریف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت میں کر سکا۔ یہ بھی معلوم ہو کہ وہ فیثور خدا کے وقت میں کا فر بھی ہوں گا اللہ کے دربار میں جانتے جیسے ہر اسی کی مخلوق کو اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت نہ تھی کہ جسے تھے مگر یہی پتھر چارو میں باقی اور نذر و نیاز کرتی نور ان کو اپنا کھیل نور۔ غار شامی کھانا بھی ان کا کھنا و شرک تھا سوچو جو کسی سے یہ معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ دلوں و دلوں پر حلق ہی کیجے سوچو جو مل اور وہ شرک میں نہ رہے۔

(تقریب الا ایمان ص ۶)

۲۔ جب انبیاء علیہم السلام کو بھی ظلم نہیں ہوتا تو یار رسول اللہ کتنا بھی ناجائز ہو گا۔
(قدوسی رشیدی ص ۳ مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی)

۳۔ کسی کو دور سے پکارنا وہ یہ سمجھتا کہ اس کو خبر ہو گئی (کفر و شرک ہے)۔
(بہشتی زبور جلد ۱ ص ۳۷)

ندائے یار رسول اللہ کا اثبات پہلو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خدا نے دو الجلال نے انبیاء و اولیاء کو ایسی قوت سماعت
عطی ہے جس سے دور دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے ہیں اور ان کی مدد فرماتے ہیں۔ لیکن
دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک غیر خدا کو پکارنا، ان کو اپنا حاتی سمجھنا، ان سے مدد مانگنا کفر و
شرک ہے۔

اگر علمائے دیوبند اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو ان میں پوری جرأت کے ساتھ
اپنے اور بچائے کافر کی جیسے بغیر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کرو دینا چاہیے۔ جنہوں نے غیر خدا کو
پکارا ہے اور دعا کی ہے۔

مدد کر اے کرم الہی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حاتی پکار

(خدا کا کسی)

اس شعر میں مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے مسطورہ کلمہ کا نکات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ صرف پکارا ہے بلکہ مدد بھی مانگی ہے۔

جہاز امت کا حق ہے کہ دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈوبنا یا ترقی یا رسول اللہ

اس شعر میں حاجی امداد اللہ صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

پکارا ہے۔

دیوبندی کیجئے میرے نبی مکملش میں تم ہی ہو میرے دل
جز تمہارے ہے کہیں میری پناہ فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
ان عبد اللہ زندہ ہے خلاف اسے میرے موتی خبر لیجئے میری
(عظیم العظیم ترجمہ عظیم العظیم، مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۳۵)

ان اشعار میں مولوی اشرف علی تھانوی نے جس سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو پکارا ہے وہ مدد بھی مانگی ہے۔

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ یار رسول اللہ تیرے سوا قاسم کا کوئی حاتی نہیں یا تھانوی
صاحب کا کہنا کہ جز تمہارے میری پناہ کہاں ہے کیا یہ لازم نہیں آتا کہ وہ توحید کو چھوڑ کر
مشرک بن کر پکارتے ہیں۔

الحق ما شهدت به الاعداء مدد لا کھ پر بھاری ہے گواہی میری

علمائے دیوبند سے چند سوالات

۱۔ مولوی قاسم نانوتوی، قدوسی رشیدی یہ فتویٰ صحیح ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب،
مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی غیر خدا کے پکارنے اور ان سے مدد
مانگنے کے جرم میں کافر و مشرک بنے یا نہیں اور اگر ان میں مسلمان گھبراتے ہیں تو
ان کی کیا حالت ہے؟

۲۔ ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھ کر پکارا اور مدد مانگی ہے
یا خدا کا بندہ اور اس کی حقوق سمجھ کر اگر جواب دہی میں ہے جب بھی آپ حضرات کے
لیے تقویہ الایمان نے کسی چاروں کی تمنا نہیں چھوڑی ہے۔ تقریب ذہن کے لیے
ایک بار پھر سے خاص خاص عبارت کا سرسری جائزہ لیں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر
سکتا یہی پکارنا حاتی ماننے اور مدد مانگنا کہ ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے

یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو یہ جملہ اور وہ شرک میں
برہم ہے؟

۳۔ تقویٰ الایمان کے فتویٰ کو تسلیم کرنے کے بعد آپ میں یہ ہمت و برکت ہے کہ صاف
لفظوں میں یہ اعلان کر دیں کہ حاجی ابو اللہ صاحب، مولوی کا مہمان تو ہی، مولوی
اشرف علی قاضی اور ابو جملہ شرک میں برہم ہیں۔
۴۔ کیا آپ حضرات کا سکوت یا بے جا تاویل اس بات کی فتویٰ نہیں کر رہا ہے کہ آپ اپنے
مسلمات سے گریز کر رہے ہیں؟

حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ

دو ہی سکتے تھے کہ نہ یہی جیٹا اشرف علی قاضی سے کسی نے سوال کیا کہ ذیہ
علم غیب کی دو قسمیں کرتا ہے۔ ذاتی، عطائی۔

ذاتی علم غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ رہا عطائی اس کے معنی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ ذیہ کا معنی سب سے بڑا قسم جس کے صاحب میں
موصوفے نے ایک کتاب تمام حفظ الایمان لکھی جس میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چمپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل
بدول تو ہیں کی۔ کتاب کی اصل عبارت دیکھیے

"آپ کی (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ذات مقدسہ پر علم غیب کا قسم کیا جاتا
اگر اہل ذیہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب
ہے یا بعض غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص
ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر ذیہ و عمر (ہر عالی انسان) پاس ہر صبی (چند) و بچوں
(پاک) (بکھر) جمع حیوانات و نباتات کو بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت پر علمائے عرب و عجم کی گرفت یہ ہے کہ اس میں لفظ ایسا کے ذریعہ

رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چمپاؤں سے تشبیہ دے کر
حضور کی شان رفیعہ و اعلیٰ میں توہین کی گئی ہے اور توہین، رسول کا مرتکب بالافتقار ہے۔
اس گرفت کو اٹھانے کے لیے مصنف نے لے کر ان کے معتد و کادے تک نے طرح طرح کی
تاویلات پیش کی ہیں۔ ہم یہاں صرف دو تاویل نقل کرتے ہیں پڑھیے اور ان کی تضاد پائی کا
دل کش مظاہرہ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی تاویل

مولوی اشرف علی قاضی کے معتد غلیظ مولوی مرتضیٰ حسن در بھٹوی نے
عبارت مذکورہ کی تاویل یوں کی ہے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے
بلکہ اس کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہو تا تو البتہ تنبیہ کی وجہ نکل سکتی
تھی۔ اس عبارت میں ہے۔

"مجموعہ ہر ایک ایسا لفظ تھا کہ اندر و محض ہی کے معنی میں مستقل نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اس کے معنی میں اس کے دریا بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ معنی میں"

(توحید الایمان ص ۸، حوالہ جام نور نکلتا اکثرد و نو مہر ۶۸)

دوسری تاویل

یہ دوسری تاویل کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب نے ذیہ عبارت کی
تاویل میں کرتا ہے کہ عبارت میں لفظ ایسا کی جائے لفظ اکابر تا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا
اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (قاضی) عبارت میں لفظ ایسا فرما

رہے ہیں لفظ اکابر تا تو اس وقت یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام

میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا جانی نہ تھا۔ مولانا کی ملی سادات میں کچھ فرق ان لوگوں کو بھی ہے جو ان کے مخالف ہیں۔ بہر حال مولانا نے اپنے دور کے علمائے اہلسنت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دے کر عقائد اہلسنت کا دفاع کر رہے ہیں تو آپ نے بھی اس عقیدہ خدمت کے لیے قلم اٹھایا اور اہلسنت و جماعت کے عقائد کے ثبوت میں اولا کچھ دلائل کے انہار لگا دیئے۔ ایک ایک عقیدہ کے ثبوت میں کئی کئی تفصیلات فرمائیں۔ ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن و سنت کے مطابق تھے آپ نے ان کی تائید فرمائی اور جو قرآن و سنت کے خلاف تھے آپ نے ان کی تردید فرمائی۔ اس طرح ہر مشورہ و موعبت پر ایک بار قرآن و سنت کے احکام و ضوابط سے موازنہ فرمایا۔ بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں عقائد و معمولات اہلسنت کی تائید میں جو عقیم خدمات انجام دیں اس بنیاد پر آپ علمائے اہلسنت کی صف میں سب سے نمایاں ہو گئے اور عقائد و سنت کی تائید و کثرت کرنے کے سبب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب کرنے لگے اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنت کے ایک عقیم ایمان کی حیثیت سے تسلیم کر لی گئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی چھڑی یا شامی و یحییٰ عراقی و مصری بھی مدینہ منورہ میں "یا رسول اللہ" کہتا ہے تو قیدی ہی سے پہلے جی بھرتے ہیں حالانکہ ان کا کوئی تعلق ہر پہلی شریعت سے نہیں ہو سکتا اس طرح اگر کوئی مختلف الشیعہ یا رسول اللہ "نور نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرے تو وہ چاہے جو عرصہ بھی کا رہے اور ان کو نہ ہو وہ اپنی اسے یہ یحییٰ ہی کہتے ہیں جب کہ بدیلتی اسے کہتا ہے۔ یہ عقیدہ بریلی کا ہے۔ اور ان کے عقائد کے خلاف اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلام کے عقائد ہیں جن کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اولیٰ کے ذریعے شد و مد سے تائید فرمائی ہے۔ اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات پر منسوب ہو گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو اسے مولانا کی طرف منسوب کرتے ہوئے بدیلتی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ ہندوستان میں فرقوں کی ایک بھڑ مروجہ ہے اس لیے اہلسنت و جماعت کی شناخت قائم کرنا گریز ہو گیا ہے اس لیے کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہلسنت ہی ظاہر کر رہا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد بھی وہی ہیں جو دہلیوں کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ دہلی اپنے آپ کو کمال حد تک ہیں اور آئندہ مدت میں سے کسی کی تائید نہیں کرتے۔ اور دیوبندی عقیدہ تو کرتے ہیں لیکن دہلیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لیے موجودہ دور میں اصل اہلسنت و جماعت کون ہیں یہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے اہلسنت و جماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لیے "مسک اعلیٰ حضرت" کا استعمال مناسب سمجھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائے گی کہ یہ علم فہیم، حاضر و ناظر، استقامت و شجاعت و غیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہلسنت و جماعت میں اقام، صلوة و سلام وغیرہ کو بھی باعث ثواب سمجھتا ہے۔

اب کوئی یہ کہے کہ فیض فطانی نے آپ کو سنی کہا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے یہ کون سا سنی ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہؒ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید کرتے ہوئے دہلی عقائد کو حق مانتے والا۔ یا پھر "یا رسول اللہ ﷺ" کہتے ہیں۔ ظاہر ہے صرف انہی کہنے سے کوئی شخص پہچان نہ جائے گا۔ مگر کوئی اپنے آپ کو بدیلتی سنی کہے تو خود انہی سمجھ میں آجائے گا کہ یہ غلطی بھی ہے اور سچائی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہو جاتی ہے۔

اب ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ دیکھئے کہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا اور جب بھی کوئی کتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آ جاتا کہ یہ

الہمت و جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ اہل ایمان کو اپنی شناخت کے لیے ایک لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ "سنی" ہے۔

وجہ یہ تھی کہ ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے معاذ اللہ حضرت سیدہ صدیق اکبر، حضرت سیدہ عمر فاروق، حضرت سیدہ عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر حمزہ (لمن طعن) کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گیا۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے تھے اس لیے اس دور میں الہمت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہہ کر صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اسے بارے میں یہ سوال پیدا ہو تا کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیدہ صدیق اکبر، حضرت سیدہ عمر فاروق، حضرت سیدہ عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر حمزہ (لمن طعن کرنے والا) لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آتا تھا کہ یہ خلفائے ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے۔ اس طرح خلفاء و لمن طعن کرنے والے راہبوں کے مقابلے میں الہمت و جماعت کی ایک الگ شناخت قائم ہو گئی۔ "سنی مسلمان"۔

اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچوں مسلک "مسلم اعلیٰ حضرت" کیوں بنا چکے ہیں تو اسی معلوم ہونا چاہیے کہ مسلک اعلیٰ حضرت نے کوئی پانچوں مسلک میں سے جدا کرنا نہیں کیا بلکہ یہ کہ یہ چاروں مسلک سنی، شافعی، مالکی، حنبلی ہیں جن میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ اور ہمیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ و اعزازی کی سب سے جملت ہے اس لیے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ فرد عیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ معمولات الہمت و جماعت کا بھی قائل ہے۔

رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پر دہیگندہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچوں مسلک ہے تو میں سارے دہلیوں، دہلیہ یوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ امام احمد رضا نے کس عقیدہ کی تائید قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر کی ہے۔ کبھی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب الفاہ کر دیکھ لیجئے۔ پھر عقیدہ کے جوت میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں علماء امت کے اقوال پیش کیے ہیں۔ حق کو سمجھنے کے لیے شرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ کی کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔ مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت دہلی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور اسلامی کے علماء و فقہاء کہتے رہے ہیں۔

اب بھی اگر کسی کو ایمان نہ ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو تو یہ سمجھتا ہو کہ یہ ایک ایسا مسلک ہے تو دہلی، دہلیہ کی سنبھل جائیں اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ مولوی محمد اکرم جو کہ دہلیہ یوں کے معتد و مؤرخ ہیں انہوں نے "ہونو کٹر" میں شاہ ولی اللہ محدث دہلی کے عقائد و نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے "مسلک اعلیٰ" کا لفظ استعمال کیا ہے تو کیا چاروں مسلک سے ملحدہ یہ "مسلک اعلیٰ" کہانی اپنی یا تو اسلام کا مسلک ہے؟

جو آپ کا جواب ہو گا وہی ہمارا بھی۔

(محمد رفیع مسعود رضا قادری، صدر رضاء اکیڈمی، بھیم پٹنہ)

کلمہ کفر : (محمد ﷺ غیب کیا جانیں)

تھوڑا ب عزوجل فرماتا ہے..... يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ۚ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (سورہ قوبہ آیت نمبر ۴۳)

نہذا کی قسم کہاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

انہی جریر پر اور بطرائی اور ابو الشیخ ولئن مردود ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک چتر کے سامنے تشریف فرماتے ، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی حتیٰ کہ ایک کٹھی آنکھوں والا سامنے سے گزرار رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو فوراً میرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا، سب نے آکر تمہیں کہیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کیا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ مَن قَامَ فِي حَقِّ مُحَمَّدٍ فَقَدْ كَفَرَ (میں نے گستاخی نہ کی اور بے شک مردود ہے کفر کا کلمہ بولے اور میری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے) ”دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمان کاہن کی کروڑ ہا کالہ گو ہو ، کافر ہو جائے اور شرابی ہو۔

وَلِيْن سَالَتَهُمْ لِيُفْلِحُوْا اَلَمْ اَكُنْ نَّخُوْضُ وَ نَلْمُكُمْ فَلَوْلَا اَلْبَلَاءُ الْاَوَّلٰى وَ سُوْلُوْكُمْ كَسْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ لَا تَعْتَدُوْا فَلَنْ كُفْرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔

(سورہ التوبہ، آیت نمبر ۲۵، ۲۶)

اور اگر تم ان سے بچو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو بے غمی فنی تکمیل میں تھے ، تم فریاد کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے صلہا کرتے تھے ، یہاں نہ مانا

تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

لئن اقلی شیعہ ولئن جریر ولئن اللہ ردہ لئن اقلی حاکم و ابو الشیخ لام حجاب تحمید خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال فی قوله تعالى ولئن سألتهُم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب ۚ قال رجل من المعتنقين بحدیثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کفلاً وما يدريه بالعيب یعنی کسی شخص کی کو غمی تم ہوگی ، اس کی تلاش حتی ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو غنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے ، اس پر ایک منافق بو لاجہ محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ تو غنی فلاں جگہ ہے ، محمد غیب کیا جانیں ؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے لڑنا کرتے ہو ، یہاں نہ مانا تم مسلمان نکلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے (دیکھو تعبیر لام لئن جریر مطیع میر ، جلد دوم صفحہ ۵۰۵) تعبیر در منشور لام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۳) ”دیکھو محمد ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں کفر ہوئی ہے اور رسول اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا کہ یہاں نہ مانا تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اقوال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

۱۔ جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گناہ بھی نہ ہو۔

۲۔ لایا اللہ کی سچے دل سے بی دوی کر جاوڑ مشابہت کسی دلی ولن اللہ کی تپا ہے۔

۳۔ نفعت کتنا کلمہ کی دھار پر چلتا ہے۔

۴۔ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس سے سب کچھ پالیا۔

۵۔ جس سے اللہ و رسول ﷺ کی شان میں کوئی توہین پاؤ پھر حصار انکسایا پیارا آئے نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔

فروغِ اہلسنت کے لئے..... امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- ۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گریڈ ہوں۔
- ۳۔ مدرسوں کی پیش قدمی قرار نہ خواہی ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
- ۴۔ طلباء طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و خفیہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
- ۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں کھڑا ہوں دے کر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریر و تقریر و خط و مناظر چاشاعت دین و مذہب کریں۔
- ۶۔ حمایت مذہب و رد بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
- ۸۔ شعروں شعروں آپ کے سلیب گرام، رہیں جہاں جس قسم کے واعظ و مناظر و تفسیر کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرگرمی اداء کے لئے آج فوجیں، بیگین اور رسالے بھیجے رہیں۔
- ۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف و حرمات کے سلیب اہل ہائے جائیں اور جس کام میں انہیں صارت ہو لگائے جائیں۔
- ۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں تقسیم و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پانچاچھے رہیں۔
- حدیث کا شمار ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی دم و دیار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و معصوم و متقی کا کام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر روز کوحد نماز عشاء تقریباً ۱۱ بجے رات کو نور مسجد کاندھلی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہو جہے جس سے منظور وظائف ملائے اہلسنت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ منظور وظائف ملائے اہلسنت کی کتبیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات اور مسند سے رابطہ کریں۔

مفت سلسلہ اشاعت :-

جمعیت کے تحت رات کو منعقد ہونے والے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک اور دینی کتبیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

درس لکھائی :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس لکھائی کی کلاس میں لکائی جاتی ہیں جس میں لکھائی لکھنے والے بچوں کی کتبیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کتبستان لاہور :-

جمعیت کے تحت ایک لاہور میں بھی قائم ہے جس میں مختلف ملائے اہلسنت کی کتبیں مطالعہ کے لیے اور کتبستان سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔